http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY | KHATM-E-NUBUWWAT | KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۲ تا ۲۸ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ نومبر ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۲۵

حضرت مولانا عبداللہ کی شہادت قاتل کون؟

لاہوری مرزائی بہت خفا ہیں

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دعا

جو دل سے کبھی نکلتی ہے

ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدہ کی شرعی حیثیت

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

(فرحت اخلاق' کراچی)

س : میری شادی ۲۵ دسمبر ۱۹۹۷ء کو ہوئی شادی کے وقت جب سب لوگ جمع تھے تو والد صاحب نے ۲ لاکھ حق مہر لکھوایا' کیونکہ لوگ غیر تھے اور زیادہ دیکھے بھالے نہ تھے نکاح کے وقت پھر انہوں نے انکار نہ کیا اور لکھ دیا' لیکن میرے شوہر اکثر مجھ سے کہتے رہتے کہ رقم بہت زیادہ لکھوائی ہے۔ ویسے تو یہ بات مجھے بھی پسند نہ تھی کہ اتنی رقم لکھوائی جائے لیکن یہ سوچ کر چپ رہی کہ باپ جو کرتے ہیں اولاد کی بھلائی کے لئے ہی کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو بھی شاید یہ سب پسند نہ آیا اور آج ہم دونوں میاں بیوی ملنے سے بھی مجبور ہیں' وجہ یہ ہے کہ میرے شوہر نوکری نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ بھی پریشان رہتے تھے اور میں بھی۔ میرے والدین چاہتے تھے کہ میں طلاق لے لوں لیکن میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ طلاق لے لوں نہ ہی میرے شوہر اور ان کے گھر والے چاہتے تھے۔ جب میں اپنے میکے ملنے آئی تو والدین نے جانے نہ دیا کہ وہ لوگ غریب ہیں ان کے گھر تو کھانے کو نہیں تم کمزور ہوتی جارہی ہو۔ پتہ نہیں کیا وجہ تھی کہ والدین کی ایسی باتوں کی وجہ سے میرا دل بھی سسرال میں نہ لگتا تھا' جہیز بھی والدین نے دیا تھا لیکن وہ لوگ پھر بھی کہتے رہتے تھے کہ کم ہے۔ شوہر نے بھی ایک مرتبہ مجھ سے جھگڑا کیا کہ انہوں نے کیا دیا ہے۔ گھر سسرال سے تھوڑی دور تھا' بھائی چھوٹا لینے گیا تو مجھے بھی ایسی باتوں پر غصہ تھا۔ شوہر گھر نہ تھے۔ میں بھائی کے ساتھ گھر آگئی۔ اب تو بھائی' بھابھی' امی' ابو جان جو پہلے ہی یہ چاہتے تھے خوش ہوگئے۔ اور میں بھی اس وقت غصہ میں تھی والدین کی باتوں میں آگئی ساس لینے آئی اور میں نہ گئی۔ کم از کم بارہ دن کے اندر میرے والد نے ان لوگوں پر دباؤ ڈالا دھمکی وغیرہ دی وہ لوگ ذرا ڈرپوک قسم کے ہیں اور رشتے داروں کے ڈر سے کچھ میرے والد کے ڈر سے میرا شوہر ہمارے گھر آئے' میرے والدین نے اسے مجھ سے نہیں ملنے دیا بلکہ عدالت سے فارم وغیرہ منگوائے ہوئے تھے اس پر اس سے طلاق کے سائن کروالئے۔ میں نے بہت منع کیا کہ میں طلاق لینا نہیں چاہتی' لیکن میری کسی نے نہ سنی اور جو سائن مجھ سے کروائے (۲ اگست ۱۹۹۸ء کو سائن کروائے گئے) وہ ان پچھے جگھوں پر تھے جہاں پر اخلاق کے سائن تھے۔ میرے والدین نے مجھے فون پر بھی شوہر سے بات نہیں کرنے دی اور نہ ملاقات کرنے دی۔ میرے دل میں ابھی بھی اس کی ہی یاد ہے اور کسی جگہ شادی کرنا ہی نہیں چاہتی بلکہ دل مانتا ہی نہیں کہ طلاق ہوگئی ہے۔ بھائی اور ابو کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے۔

میرے شوہر کے گھر والے شریف انسان تھے اور شوہر بھی غیرت مند تھے پھر پتہ نہیں انہوں نے سائن کیوں کئے۔ اب میں ایک مرتبہ گھر والوں سے چوری چھپے اپنے سسرال چلی گئی' وہاں پر ساس نندیں سب مجھ سے اچھے طریقے سے ملے اور ساس نے کہا کہ اخلاق کہتا ہے کہ میں نے طلاق کا سوچا بھی نہیں تھا' یہ ان لوگوں نے زبردستی کروایا ہے۔ بلکہ ایک طلاق ہوئی ہے رجوع ہوسکتا ہے۔ میں تو گھنٹے میں واپس اپنے والدین کے گھر آگئی شوہر سے تو ملاقات نہ ہوسکی کیونکہ وہ گھر پر نہ تھے' ان کی ماں اور بہنیں تھیں جو مجھے روکنا چاہ رہی تھیں۔ وہ سب گھر والے راضی ہیں' میں بھی جانا چاہتی ہوں۔ میرے والدین نہیں چاہتے۔

آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ میرا دوبارہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا جائز ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک طلاق جو دی ہے وہ بھی زبردستی لی گئی ہے۔ اور یہ سچ ہے وہ لوگ طلاق دینا نہیں چاہتے تھے۔ میں ذہنی طور پر بہت پریشان ہوں برائے مہربانی میرے مسئلے کا حل جوابی لفافے میں فوراً" ارسال کردیں اور جو بھی جائز حل ہے میں اور اخلاق اکٹھے رہنا چاہتے ہیں' بے شک میرے والدین مجھ سے عمر بھر نہ ملیں۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں یا مشورہ اپنی بہن سمجھ کر جواب جلدی دیں (ابھی میں اپنی بہن کے گھر ہوں) مجھے احساس ہوگیا ہے کہ شوہر کا گھر اچھا تھا۔

میرے سسرال والے اور شوہر چاہتے ہیں کہ میں واپس آجاؤں' لیکن آپ کے جواب کا انتظار ہے' میرے والدین راضی نہیں ہیں نہ انہیں خط کا علم ہے جواب ضرور لکھیں۔

ج : اگر شوہر نے زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے اور کسی کے لکھے ہوئے پر دستخط کردیئے تب تو طلاق نہیں ہوئی اور اگر ایک دفعہ زبان سے کہا تو ایک طلاق ہوگئی۔ اگر عدت ختم نہیں ہوئی تو شوہر رجوع کرسکتا ہے اور اگر عدت ختم ہوگئی تو دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ شوہر نے ایک طلاق دی ہو' اگر تین طلاقیں دی ہوں تو رجوع کی گنجائش نہیں رہی۔ (واللہ اعلم)

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۲ تا ۲۸ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۳ تا ۱۹ نومبر ۹۸ | شمارہ ۲۵

بیاد،
☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆مولانا لال حسین اخترؒ
☆مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆مولانا محمد حیاتؒ ☆مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائٹل و کتابت: خرم
کمپوزنگ و لے آؤٹ: فیصل عرفان

اس شمارے میں

گورنر راج..... کسی قادیانی کو مشاورتی کونسل میں شامل نہ کیا جائے (اداریہ) 4
لاہوری مرزائی بہت خفا ہیں! (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) 7
معراج النبی ﷺ (مولانا نذیر احمد تونسوی) 9
ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدہ کی شرعی حیثیت (مولانا سمیع الحق) 13
دعا جو دل سے نکلتی ہے! (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 17
حضرت مولانا عبداللہ کی شہادت..... قاتل کون؟ (مولانا قاری نوید مسعود ہاشمی) 19
فتح و نصرت..... اہل حق کا مقدر (جناب فیاض احمد شاکر) 20
خاتم الانبیاء ﷺ سے عشق یا محبت (مولانا محمد سلیمان منصورپوری) 23
اخبار ختم نبوت 25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۵۰ روپے، سٹی: ۵ روپے
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹۔۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری، طابع: سید شاہد حسن، مطبع: القادر پرنٹنگ پریس، مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گورنر راج.......... کسی قادیانی کو مشاورتی کونسل میں شامل نہ کیا جائے!

گزشتہ دنوں کراچی اور سندھ کے حالات کی خرابی' حکومت کی ناکامی اور صوبائی اسمبلی کی غیر یقینی صورت حال کے پیش نظر صوبہ سندھ میں گورنر راج نافذ کر دیا گیا' جس کی وجہ سے متحدہ قومی موومنٹ اور حکومت کے درمیان نئی جنگ کا آغاز ہو گیا۔ گورنر راج کے مقاصد یہ بتائے گئے کہ کراچی اور سندھ سے دہشت گردی ختم کر دی جائے گی' جبکہ متحدہ قومی موومنٹ کا کہنا ہے کہ گورنر راج کا مقصد متحدہ قومی موومنٹ کو ختم کرنا ہے۔ بہر حال یہ چیز ہمارے موضوع سے خارج ہے اس لئے کہ سیاسی معاملات کو سیاسی رہنما آپس میں طے کریں' ہم تو مذہبی طور پر رائے دینے کے مجاز ہیں کہ حکومت ہو یا اپوزیشن یا کوئی اور جماعت ان سب کو پاکستان اور اسلام کا مفاد پیش نظر رکھنا چاہئے اور ذاتی انتقام یا اقتدار کی خواہش میں حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اور ہر جماعت کو مل کر کراچی اور پاکستان میں دہشت گردی کے خلاف جہاد کرنا چاہئے اور تمام جماعتوں کو اس میں تعاون کرنا چاہئے۔ اصل بات جس کی طرف ہماری توجہ دلانا مقصود ہے وہ مشاورتی کونسل کی تشکیل ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے گزشتہ دنوں اس سلسلے میں مختلف لوگوں سے ملاقات کی' جس میں ممتاز بھٹو صاحب شامل تھے اور ممتاز بھٹو صاحب نگران دور میں وزیر اعلیٰ کے منصب پر رہ کر سندھ میں قادیانیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں قادیانی کنور ادریس کو وزیر مقرر کیا تھا' جس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شدید احتجاج کیا تھا اور ظفر اللہ قادیانی کے بعد پہلی مرتبہ کوئی قادیانی وزیر بنا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ ظفر اللہ بھی مسلم لیگ کے دور حکومت میں وزیر خارجہ بنا تھا اور کنور ادریس بھی مسلم لیگ کے دور حکومت میں وزیر بنایا گیا۔ اس وقت نواز شریف کی مسلم لیگ کی حکومت ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق دیندار ہونے کے باوجود وزیر اعظم صاحب قادیانیوں کے سلسلے میں نرم رویہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنا ذاتی معالج قادیانی مقرر کیا ہوا ہے۔ ان کی تقریب حلف برداری میں سندھ سے ایک قادیانی کو جو کہ ان کے اشار تھے بلا کر تقریب میں خصوصی اہمیت کے ساتھ شریک کیا گیا۔ اس طرح ان کے دور حکومت میں بدترین قادیانی وکیل جس نے ہر کیس میں قادیانیوں کے مقدمات کی پیروی کی' اس کو احتساب سیل میں سرکاری وکیل نامزد کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں بہت خطرناک ہیں' کہیں وہ کسی کی سفارش یا ممتاز بھٹو کی خواہش میں دوبارہ قادیانی کنور ادریس کو کوئی عہدہ دے کر یا وزیر بنا کر دوبارہ سندھ پر مسلط نہ کر دیں۔ قادیانی وزیر نے اپنے دور وزارت میں قادیانیوں کی جس طرح سرپرستی کی' اس کی وجہ سے اندرون سندھ اور کراچی کے بعض حساس علاقوں میں قادیانیت کو بہت زیادہ فروغ ملا۔ اب اگر اس کنور ادریس کو وزیر مقرر کرنے کی کوشش کی گئی تو حالات انتہائی خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہم نواز شریف صاحب کو بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' قادیانیوں کے کسی عہدہ پر تقرر کی مخالفت کیوں کرتی ہے؟

جناب نواز شریف! آپ حضور اکرم ﷺ سے محبت کے دعویدار ہیں اور عشق نبوی کے بہت بڑے علمبردار بھی' ہماری اطلاعات کے مطابق پورے پاکستان میں "الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کے بورڈ آپ کی طرف سے آویزاں کئے گئے ہیں۔ سال میں

آپ تین چار مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے دربار عالی میں سلام عقیدت پیش کرنے کے لئے حاضر بھی ہوتے ہیں اور آنسوؤں کا نذرانہ بھی پیش کرتے ہیں۔ آپ کے والد کی شان میں گستاخی کرنے والی پی پی کا آپ قصور کسی صورت میں معاف کرنے کے لئے تیار نہیں' لیکن آپ نے کبھی سوچا کہ قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ کے دربار میں آپ نے پیش ہونا ہے' اس وقت آپ کے پاس کیا جواب ہوگا کہ قادیانی جو کہ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم کرتے ہیں' جو مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور اکرم ﷺ سے افضل تسلیم کرتے ہیں (نعوذ باللہ) جو حضور اکرم ﷺ کی شان میں ایسی گستاخی کرتے ہیں جس کا تصور ایک کافر بھی نہیں کر سکتا' جس جماعت کے قیام کا مقصد ہی مسلمانوں کو تباہ کرنا اور ختم کرنا ہو جو (نعوذ باللہ) کہتا ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں' میں چودھویں کا چاند ہوں' جو کہتا ہو کہ حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی مجھ پر وحی کی بارش ہوئی اور (نعوذ باللہ) حضور اکرم ﷺ پر بہتان باندھتا ہو' حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین کرتا ہو' حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرات حسنینؓ اور دیگر اہل بیت کے خلاف بکواس کرتا ہو' ایسے شخص کا اعزاز و اکرام کرنے والا حضور اکرم ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا' کس طرح شفاعت کا امیدوار ہوگا' آپ کو اگر حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر غیرت نہیں آتی' آپ کی دینی حمیت بالکل مردہ ہو چکی ہے تو کم از کم آپ یہ تو سوچیں کہ قادیانیوں کے نزدیک اتفاقی طور پر آپ جنگل کے سور ہیں' آپ کے والد محترم جنگل کے سور ہیں' آپ کی والدہ محترمہ اور آپ کی دادی اور دیگر خاندان کی عورتیں کنجریاں ہیں' آپ کا قادیانی استاد ہو یا آپ کا قادیانی ذاتی معالج' آپ کا وکیل مجیب الرحمٰن ہو' یا کنور ادریس' کوئی بھی قادیانی فرد ہو' اس کے نزدیک آپ اور شہباز شریف اور ہم سب جنگل کے سور اور ہماری عورتیں کنجریاں اور رنڈیاں ہیں' آپ جب ان کا احترام کرتے ہیں تو وہ دل میں آپ کی حماقت پر ہنستے ہیں' آپ کو بے وقوف بنانے پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم تو ان کے آقا کی توہین کرتے ہیں' ان کے متعلق ہمارے پیغمبر نے برا کہا ہے اور یہ ہمارا احترام کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! ہم یہ بات کسی مخالفت' عداوت یا ذاتی مفاد کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی محبت کی وجہ سے آپ کے گوش گزار کر رہے ہیں کہ آپ جب کسی قادیانی کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو روضہ اقدس ﷺ میں حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو ہمارے اعمال کی خبر دی جاتی ہے' اچھے اعمال سے حضور اکرم ﷺ خوشی محسوس کرتے ہیں اور برے اعمال سے حضور اکرم ﷺ کو رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ کبھی آپ نے سوچا کہ آپ کے طرز عمل سے حضور اکرم ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچتی ہوگی؟ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ایک مرتبہ ایک گورنر قادیانی مقرر کر دیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے جنرل ضیاء الحق کو کہا کہ وہ اس قادیانی گورنر کو برطرف کر دیں۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے کہا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں یہ شخص بہت دیانت دار ہے اور پاکستان کا وفادار ہے۔ مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا" جو شخص حضور اکرم ﷺ کا وفادار نہیں وہ کس طرح پاکستان اور اسلام کا وفادار ہو سکتا ہے؟" کوئی قادیانی دیانت دار ہو ہی نہیں سکتا' پاکستان سے مخلص ہو ہی نہیں سکتا' اس جواب کے بعد جنرل ضیاء الحق مرحوم کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ اس گورنر کو برطرف کرتے۔ ظفر اللہ قادیانی مسلم لیگ کی طرف سے باؤنڈری کمیشن میں وکالت کر رہا تھا اور دوسری طرف سے قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین کی طرف سے قادیانیوں کا بھی وکیل بنا ہوا تھا اور ایک الگ نقشہ پیش کیا' جس کی وجہ سے مسلم لیگ کا موقف کمزور ہوا۔ وزیر خارجہ اور قادیانیوں کا کراچی میں جلسہ کیا' اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ اس جلسے میں تم شریک نہ ہو

گے کیونکہ تم وزیر خارجہ ہو' حکومت کا حصہ ہو۔ اس پر اس نے کہا کہ میں پہلے اپنے خلیفہ کا پابند ہوں' بعد میں حکومتی احکام کا! اس وقت میرے خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ضرور شریک ہوں' اس لئے شرکت کروں گا۔ اسی طرح اس نے قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جنہوں نے اس کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اس کو اس عظیم منصب پر بٹھایا تھا۔ اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں فضائیہ کے سربراہ نے مرزا ناصر کو ربوہ کے سالانہ جلسہ پر سلامی دی۔ وزیراعظم بھٹو نے جب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں پہلے خلیفہ کے حکم کا پابند ہوں' بعد میں حکومتی احکامات کا۔

نواز شریف صاحب ادنیا ادھر سے ادھر ہو جائے قادیانی صرف اور صرف اپنے جھوٹے نبی کے وفادار ہیں' اس کے علاوہ ان کے نزدیک کسی کے حکم کی پرواہ نہیں۔ آپ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں' حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں کو دوست بنا کر حضور اکرم ﷺ کی ناراضگی مول نہ لیں۔ بقول آپ کے حکومت کی آپ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں' خدا کی رضامندی مقصود ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضامندی قادیانیوں کو خوش کرنے میں ان کی عزت کرنے میں نہیں' ان کو ختم کرنے میں ہے۔ نوشتہ تقدیر آپ کے اس طرز عمل سے خدا اور رسول ﷺ کی ناراضگی لکھنے کا فیصلہ کرے۔ آپ اپنے طرز عمل کو بدلیں اور قادیانیوں سے اپنے آپ کو' پاکستان کو اور اسلام کو بچائیں۔ آپ کے اس طرز عمل کو مرزا طاہر اپنے مذہب کی حقانیت کی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ نواز شریف ہمارے جھوٹے پیغمبر کے پیروکاروں سے امداد طلب کرتا ہے' اس لئے ہمارا مذہب حق ہے کیونکہ ان کے جھوٹے پیغمبر کی جھوٹی پیش گوئی ہے کہ حکمران اس کے لباس سے برکت حاصل کریں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کا نام بھی ان میں شامل ہو جائے اور آپ قادیانیوں کی تقویت کا باعث ہوں۔ خواجہ ناظم الدین اور جنرل اعظم کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ آج ان کا نام لینے والا کوئی نہیں' خواجہ ناظم الدین بھی آپ کی طرح نمازی اور تہجد گزار تھے لیکن قادیانیوں کی حمایت کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی حمایت سے محروم ہو گئے اور ان کا نام و نشان مٹ گیا' جبکہ ذوالفقار علی بھٹو بے دین تھا لیکن قادیانیوں کا مسئلہ حل کرنے کی وجہ سے آج بھی زندہ ہے۔ آپ اپنا نام حضور اکرم ﷺ کے شیدائیوں میں لکھوانا چاہتے ہیں اور محدث العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کے حقدار بننا چاہتے ہیں یا مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے لباس سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے' لیکن آپ پر واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کنور ادریس کو فاروق لغاری نے مقرر کیا' ممتاز بھٹو نے مقرر کیا' ممتاز بھٹو وزیراعلیٰ بننے کے باوجود ایک نشست حاصل نہ کر سکا اور سندھ میں اس کو کوئی نہیں جانتا اور صدر فاروق لغاری صدر بننے کے باوجود صدارت سے محروم ہو گئے۔ آپ بھی اپنے انجام کے بارے میں سوچ لیں؟ آپ کہیں گے کہ ہندو' عیسائی' یہودی وزیر ہو سکتا ہے تو قادیانی کیوں نہیں؟ محترم! ہندو' عیسائی' یہودی اور قادیانی میں فرق ہے۔ قادیانی ایسے کافر ہیں جن کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے جبکہ ہندو' عیسائی' یہودی کافر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کافر کہتے ہیں' جبکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آئین کے مخالف ہیں' آپ قادیانیوں سے اعلان کرا دیں کہ وہ اپنے کافر ہونے کا اعلان کر دیں' اسلام کا دعویٰ چھوڑ دیں' آئین کو تسلیم کریں' ہم ان کو اقلیت کے کوٹے میں وزیر بنانے کی مخالفت چھوڑ دیں گے۔ وہ ہمیں کافر کہیں' جنگل کے سور کہیں' ہماری ماؤں کو کنجریاں کہیں' ہم ان کا اعزاز کریں' یہ نہیں ہو سکتا۔

ایں خیال است و محال است و جنون

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

لاہوری مرزائی بہت خفا ہیں!

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ سے قادیانی امت کے لاہوری فرقہ کے لب ولہجہ میں کافی تیزی و تندی آگئی ہے اور ان کا آرگن ہفت روزہ "پیغام صلح" مسلمانوں کے خلاف مسلسل زہر اگلنے میں مصروف ہے' ہمیں لاہوری دوستوں کی نفسیاتی الجھن' ذہنی پریشانی اور اعصابی تناؤ کا پورا احساس ہے۔ اتنی زبردست چوٹ' جو انہیں آئینی فیصلہ سے لگی ہے اس کو برداشت کرلینا ممکن نہیں۔ نیم بسمل کو بہر حال تڑپنا پھڑکنا ہی چاہئے۔ سینے میں درد اور جگر میں زخم ہوں تو غم ہلکا کرنے کے لئے آدمی کا آہیں بھرنا واویلا مچانا بھی ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے لاہوری دوست اگر مسلمانوں کے خلاف حرف شکایت زبان پر لاتے ہیں' یا ان کا خون جگر لعن طعن کی شکل میں بہہ نکلتا ہے تو ہم انہیں بڑی حد تک معذور سمجھتے ہیں۔ لیکن جھنجلاہٹ میں آدمی کا ذہن صحیح فیصلے نہیں کرسکتا' اس لئے انہیں غم و غصہ کے جذبات سے بالاتر ہوکر سوچنا چاہئے کہ اس فیصلے کا اصل ذمہ دار کون ہے؟ مرزا صاحب کے غلط نظریات تو نہیں؟ اور پھر واقعات کا معروضی تجزیہ کرکے ٹھنڈے دل سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا چاہئے۔

"پیغام صلح" نے ۵/مارچ ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں وہ اشرار کہاں ہیں؟ کے عنوان سے ایک اداریہ سپرد قلم کیا جس میں ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ جو لوگ حق و صداقت کے دشمن بن کر ان کی جماعت کو اشرار کہہ رہے ہیں وہ دوزخ میں ان کو نہ دیکھ کر ازراہ تعجب کہیں گے کہ کیا بات ہے کہ وہ لوگ ہمیں یہاں نظر نہیں آتے جنہیں ہم شریروں میں گنتے تھے پیغام صلح کا استدلال یہ ہے کہ:

"انسانی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہادیٔ حق انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے مبعوث ہوا تو جن لوگوں کے مفاد پر ان کی تعلیمات کی زد پڑتی تھی' انہوں نے اہل حق کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ان اہل حق کو ناکام بنانے کے لئے ہر دور میں عوامی سطح پر استہزا' نعرہ بازی اور فقرہ آرائی سے کام لیا' اور ان تعلیمات کی تردید یا مقابلے سے گریز کیا جو اہل حق لائے تاکہ علمی دلائل کے مقابل شکست کھاکر اپنے مناصب' اپنی قوت و مفادات کو خطرے میں نہ ڈالیں" (ص ۳) یہ اصول طے کرنے کے بعد پیغام صلح نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مرزا غلام احمد بھی انہیں لوگوں میں سے تھے جو انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے مسلمان قوم کو حیات تازہ بخشی اور غلبۂ اسلام کے لئے عالمگیر تحریک چلائی' مگر علماء امت نے قدرشناسی کی بجائے ان کی مخالفت کو خدمت دین سمجھ لیا۔ اور وسائل وہی استہزا' فقرہ بازی' تمسخر وغیرہ کے اختیار کئے اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کا دین حق اور امت اسلامیہ کا دین باطل ہے اور یہ کہ مرزا صاحب کی جماعت اخیار ہیں اور باقی سب اشرار ہیں۔ جو محض ہوائے نفس کی خاطر مرزا صاحب کی مخالفت کرتے آئے ہیں۔

"پیغام صلح" کا یہ استدلال حقیقت پسندی کی بجائے جذباتیت کا آئینہ دار ہے۔ ان کے خیال میں چونکہ مرزا صاحب حق پرست مامور الٰہی تھے اس لئے وہ اس سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ امت اسلامیہ کا شمار اشرار میں کیا جانا چاہئے کیونکہ انہوں نے ایک حق پرست کی مخالفت محض نفسانی خواہشات اور سفلی جذبات کے ماتحت کی حالانکہ یہ دلیل اگر تسلیم کرلی جائے تو ہر مدعی اور اس کے ہمنواؤں پر راست آتی ہے مسیلمہ کذاب بھی کہہ سکتا ہے کہ میں حق پرست ہوں۔ لہٰذا میری مخالفت کرنے والے "اشرار" ہیں مہدی جونپوری اور بہاء اللہ ایرانی کے ماننے والوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلا تنقیح طلب امر یہی تھا کہ کیا مرزا صاحب حق پرست ہیں؟ اس کی کوئی دلیل "پیغام صلح" نے اس کے سوا بیان نہیں کی کہ:

"آپ نہ کسی مشہور دینی درسگاہ کے فارغ التحصیل تھے' نہ سجادہ نشین' نہ کسی خانقاہ کے مجاور اور نہ ہی کسی صاحب جبہ و دستار کے منظور نظر"

پیغام صلح کا قاری یہ پڑھ کر حیران ہوجاتا ہے کہ جس شخص نے باقاعدہ تحصیل علم نہ کی ہو اور نہ اصلاح نفس کے لئے کسی باخدا سے ربط و تعلق پیدا کیا ہو۔ بلکہ جو کچھ اس نے ازخود مطالعہ کیا اور اپنے ذہن میں دین کا ایک خاکہ مرتب کیا ہو' یہ اس کے حق پرست ہونے کی دلیل ہوئی تو کیسے ہوئی؟

ممکن ہے پیغام صلح کے پاس اس کا

جواب یہ ہو کہ مرزا صاحب انبیأ علیہم السلام کی طرح محض امی تھے اور انہیں جو کچھ حاصل ہوا وہ بطور وحی و الہام خود حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے حاصل ہوا۔ لیکن یہ جواب کئی وجہ سے مخدوش ہے۔ اول یہ کہ دعویٰ الہام خود محتاج دلیل ہے' یہ حق پرستی کی دلیل کیسے ہو گئی؟

جس قدر مسیحان کذاب اور ائمہ ضلالت گزرے ہیں ان سب کا دعویٰ یہی تھا کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ الہام الٰہی سے مشرف ہیں۔ مسیلمہ کذاب سے بہاءاللہ ایرانی تک کے "الہامات" آج تک کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر مرزا صاحب کا دعویٰ الہام' ان پڑھ ہونے کے باوجود ان کی حق پرستی کی دلیل ہے تو مہدی جونپوری' مہدی ایرانی اور مہدی سوڈانی وغیرہ کے الہامات کیوں ان کی حق پرستی کی دلیل نہ تھے؟ اگر مرزا صاحب کی وحی پر ایمان لانا فرض ہے تو مسیلمہ کذاب کی وحی پر ایمان لانا کیوں فرض نہیں؟

دوم یہ کہ اگر ہر امی' صاحب الہام ہونے اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکامات پانے کا حامل ہے تو انبیأ علیہم السلام کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ ہمارے نبی اکرم ﷺ کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے کا مطلب تو یہی ہے کہ اب قیامت تک آپ ہی کی نبوت و رسالت باقی رہے گی۔ آپ ہی کی شریعت کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا اور کرانا قیامت تک باقی رہے گا۔ مگر مرزا صاحب نے تو آپ کی شریعت کا علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ جو کچھ حاصل کرنا تھا براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لیا' جب ان میں براہ راست اللہ تعالیٰ سے سب کچھ حاصل کرنے کی صلاحیت ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت اور رسالت سے مستغنی ہیں' نہ شریعت کی ضرورت نہ استاذ شریعت کی:

سوم: اہل اللہ جب ظاہری و باطنی مدارج طے کرنے کے بعد ایک خاص منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ تو انہیں ثمرہ ولایت کے طور پر کشف و الہام سے بھی نوازا جاتا ہے' مگر ان کا الہام خود ان کے حق میں بھی شرعی حجت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ ان کے الہام پر لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دی جائے۔ اولیأاللہ کو اسلام اول تو ثمرہ ولایت ہوتا ہے یعنی ولایت پہلے حاصل ہوئی اور اس پر الہام کا ثمرہ مرتب ہوا' دوم ان کا الہام شرعاً حجت نہیں ہوتا نہ اسے قطعی و یقینی کہا جاسکتا ہے۔

مگر مرزا صاحب نے نہ کسی استاذ سے ظاہری علوم کی تکمیل کی' نہ ان کی باطنی تربیت کسی کامل مرشد کی نگرانی میں ہوئی' بلکہ ان کے دعویٰ کے مطابق ان کی ظاہری اور باطنی تکمیل الہام اور وحی سے ہو گئی' اس صورت میں ان کا الہام ان کی ولایت کا ثمرہ نہ ہوا' بلکہ اس کے برعکس خود ان کی ولایت ان کے "الہام" کی مرہون منت ہوئی۔ اب ان کے "الہام" کے صحیح ہونے کا ثبوت دیجئے تو ان کی ولایت و تکمیل بھی ثابت ہو گی۔ اور جب تک ان کا "صاحب الہام" ہونا ثابت نہ ہو ان کی ولایت ہی نہیں' بلکہ ان کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہ ہو گا۔ کیونکہ انہیں جو کچھ ملا ہے "الہام" کے ذریعہ ملا ہے۔ اور ان کا الہام اتباع رسول ﷺ کا نتیجہ نہیں کیونکہ اتباع تو جب ہی ہو گی' جبکہ علم بھی ہو اور علم حضرت نے کسی سے سیکھا نہیں' یہاں سے یہ فرق سمجھ آیا ہو گا کہ جب ہم دیگر اولیأاللہ کے صاحب الہام ہونے کو مانتے ہیں تو مرزا صاحب کو کیوں نہیں مانتے؟ وجہ فرق یہ ہے کہ اولیأاللہ کی ولایت پہلے ثابت ہوئی اور پھر ان کی ولایت سے ان کے صاحب الہام ہونے کا ثبوت ملا۔ مگر مرزا صاحب کا معاملہ برعکس ہے یہاں "الہام" کو ولایت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اب "پیغام صلح" بنظر انصاف غور کرے کہ ولایت سے الہام کا ثبوت ہوتا ہے' یا صرف دعویٰ الہام سے ولایت پر استدلال کیا جاسکتا ہے؟

قادیانی دوستوں کی یہ منطق ناقابل فہم ہے کہ مرزا صاحب چونکہ مدعیٔ الہام ہیں منطق ناقابل فہم ہے کہ مرزا صاحب چونکہ مدعیٔ الہام ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ مامور من اللہ ہیں اور چونکہ وہ مامور من اللہ ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ صاحب الہام ہیں۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ چونکہ میں سچا ہوں لہٰذا میرا دعویٰ سچا ہے اور چونکہ میرا دعویٰ سچا ہے اس سے ثابت ہوا کہ میں سچا ہوں۔ اہل علم تو جانتے ہیں کہ یہ "دور" ہے مگر ایک عام آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ اپنی سچائی کے ثبوت میں اپنے دعویٰ کو دعویٰ کے ثبوت میں اپنی سچائی کو پیش کرنا آخر کونسی منطق ہے؟ محمد رسول اللہ ﷺ کا دین کسی کے باپ کی ایجاد نہیں کہ اپنے گھر بیٹھ کر "الہامات" کے ذریعہ اسے بنالیا کرے یہ تو آنحضرت ﷺ کے دور سے لے کر آج تک نقل ہوتا آیا ہے۔ اب ایک شخص نے کسی مرشد سے سیکھا سکھایا کچھ نہیں گھر بیٹھے ہی نبی اور رسول ہو گیا' ظلی نبوت مل گئی' مسیح موعود بن گیا' کتنا سہل طریقہ ہے مسیح موعود اور محمد ثانی بننے کا؟ یہ نخوت تو "پیغام صلح" [illegible] کے اس فقرہ سے پیدا ہوئی تھی کہ مرزا صاح[illegible] نے نہ کسی سے علم حاصل کیا نہ کسی مرشد سے عمل سیکھا' ان کو

باقی صفحہ ۱۲ پر

مولانا نذیر احمد تونسوی

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شب معراج بارگاہ لامکاں میں آپ کو وہاں تک رسائی حاصل ہوئی جہاں تک کسی فرزند آدم کا قدم اس سے قبل نہیں پہنچا تھا

انبیائے کرام علیہم السلام کے روحانی حالات و واقعات کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ معلوم ہوتا ہے کہ اولوالعزم پیغمبروں کو آغاز نبوت کے کسی خاص وقت اور مخصوص ساعت میں منصب رفیع حاصل ہوتا ہے کہ جس وقت شرائط رویت کے تمام مادی پردے ان کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹادیئے جاتے ہیں اور اسباب سماعت کے دنیاوی قوانین ان کے لئے منسوخ کردیئے جاتے ہیں قیود زمانی و مکانی کی تمام فرضی بیڑیاں ان کے پاؤں سے کاٹ دی جاتی ہیں۔ آسمان و زمین کے مخفی مناظر بے حجابانہ ان کے سامنے آتے ہیں اور وہ اس کے بعد نور کا حلہ بہشتی پہن کر فرشتوں کے روحانی جلوس کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اور اپنے اپنے رتبہ اور درجہ کے مناسب مقام پر کھڑے ہوکر فیض ربانی سے معمور اور غوطہ زن دریائے نور ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ بعض مقربان خاص کو یہ درجہ عطا ہوتا ہے کہ وہ حریم خلوت گاہ قدس میں قوسین او ادنیٰ (دو کمانوں کے فاصلہ) سے بھی نزدیک تر ہوجاتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے اپنے منصب کا فرمان خاص لے کر اسی کاشانہ آب و خاک میں واپس آجاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نبوت عطا ہوئی ہے تو ارشاد ہوتا ہے "اور اسی طرح ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کی بادشاہی دکھاتے ہیں یہ سیر ملکوت یعنی آسمان و زمین کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہی اسرار اور معراج ہے" اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق توراۃ میں مذکور ہے کہ یعقوب علیہ السلام بیرسبع سے نکلا اور حاران کی طرف روانہ ہوا اور وہاں ایک مقام پر جاکر لیٹا کیونکہ سورج ڈوب گیا تھا اور اسی مقام سے کچھ پتھر اپنے سر کے نیچے رکھ لئے اور وہیں سوگیا اور وہاں خواب دیکھا کہ زمین سے آسمان تک ایک زینہ لگا ہوا ہے۔ جس پر خدا کے فرشتے چڑھ اور اتر رہے ہیں اور خدا اس پر کھڑا ہے اور اس نے کہا کہ میں ہوں خداوند۔ تیرے باپ ابراہیم اور اسحٰق علیہما السلام کا خدا۔ جس زمین پر تو سورہا ہے وہ تجھ کو اور تیری نسل کو دوں گا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر جلوہ حق کا پرتو نظر آیا اور وہی ان کی معراج ہے۔ اسی طرح دیگر انبیا بنی اسرائیل کے مشاہدات ربانی اور سیاحت روحانی کی تفصیل سے توراۃ کے صفحات معمور ہیں۔

بہرحال ان گزارشات سے مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ سے یہ سیر ملکوت انبیا' مقربان الٰہی اور مدعیان قرب الٰہی کے سوانح کا جزو رہی ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے منصب اور رتبہ کے مطابق اس عالم کے مشاہدہ کا فیض حاصل کیا ہے اسلام نے اس خزانہ کو یہاں تک عام کیا ہے کہ اہل ایمان کے لئے دین میں پانچ مرتبہ اس دربار کے کسی نہ کسی گوشہ تک رسائی ممکن کردی ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ سرور انبیا اور سید اولاد آدم تھے اس لئے اس خطیرہ قدس اور بارگاہ لامکان میں آپ کو وہاں تک رسائی حاصل ہوئی۔ جہاں تک کسی فرزند آدم کا قدم اس سے پہلے نہیں پہنچا تھا اور وہ کچھ مشاہدہ کیا جو اب تک دوسرے مقربان بارگاہ کی حد نظر سے باہر رہا۔ (الصلوۃ معراج المومنین)

الغرض جب اسلام کی سخت اور پرخطر زندگی کا باب ختم ہونے کو تھا اور ہجرت کے بعد سے اطمینان و سکون کے ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا تھا تو شب معراج کی وہ مبارک ساعت آئی جو دیوان قضا میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر ملکوت کے لئے مقرر تھی اور جس میں پیش گاہ ربانی سے احکام خاص کا اجرا اور نفاذ عمل میں آنے والا تھا۔ رضوان جنت کو حکم ہوا کہ آج مہمان سرائے غیب کو ساز برگ سے آراستہ کیا جائے کہ شاہد عالم آج یہاں مہمان بن کر آئے گا۔ روح الامین کو فرمان پہنچا کہ وہ سواری جو بجلی سے زیادہ تیز گام اور روشنی سے زیادہ سبک خرام ہے اور جو خطیرہ لاہوت کے مسافروں کے لئے مخصوص ہے حرم کعبہ میں لے کر حاضر ہو' کارکنان عناصر کو حکم ہوا کہ مملکت آب و خاک کے تمام مادی احکام و قوانین تھوڑی دیر کے لئے معطل کردیئے جائیں۔ اور زمان و مکان' سفر و اقامت'

رویت و سماعت' تخاطب و کلام کی تمام طبعی پابندیاں اٹھادی جائیں۔ چنانچہ تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرا اور معراج کی عزت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر اونچا کیا کہ نوری مخلوق کے سردار جبرائیل امین بھی پیچھے اور نیچے رہ گئے اور ایسے مقام تک سیر کرائی جو کائنات کا منتہی ہے یعنی عرش عظیم تک جس کے بعد اب اور کوئی مقام نہیں اسی وجہ سے بعض عارفین کا قول ہے کہ عرش تک سیرا کرانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ تمام کائنات عرش پر ختم ہوجاتی ہے کتاب و سنت سے عرش کے بعد کسی مخلوق کا وجود ثابت نہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام کمالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہیں۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ترجمہ: "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ایک قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔"

جس سے اصل مقصود یہ تھا کہ آپ کو آسمانوں کی سیر کرائیں اور وہاں کی خاص خاص نشانیاں آپ کو دکھائیں۔ جن کا کچھ ذکر سورۃ نجم میں فرمایا ہے کہ "آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں جنت و جہنم اور دیگر عجائبات قدرت کا مشاہدہ فرمایا۔ تحقیق اصل سننے والا اور اصل دیکھنے والا حق تعالیٰ ہے اصطلاح علم میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہتے ہیں اور بسا اوقات اول سے آخر تک کی پوری سیر کو اسراء اور معراج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ معراج کو معراج اس لئے کہتے ہیں کہ معراج کے معنی سیڑھی کے ہیں۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے آگے آسمانوں پر چڑھنے کے لئے (جنت سے ایک سیڑھی لائی گئی) قرآن مجید میں تو یہ واقعہ اجمالاً" اجمالاً" مذکور ہے۔ البتہ احادیث میں اس کی تفصیل آئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے مکان میں استراحت فرماتے نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکایک چھت پھٹی اور جبرائیل امین تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا اور مسجد حرام میں لے گئے وہاں جاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے

جبرائیل امین اور میکائیل نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا اور بیئرزم زم پر لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زم زم کے پانی سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا' اس ایمان اور حکمت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھر کر سینہ ٹھیک کردیا گیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگائی گئی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی ظاہری علامت ہے

بعدازاں جنت کی سواری براق کو لایا گیا۔ جو خچر سے چھوٹا اور حمار سے بڑا سفید رنگ تھا' جس کا ایک قدم منتہائے بصر تک پڑتا تھا' جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا۔ جبرائیل امین نے کہا کہ آئے براق یہ کیسی شوخی ہے؟ تیری پشت پر آج تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم اور محترم بندہ سوار نہیں ہوا۔ براق یہ سن کر پسینہ پسینہ ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر روانہ ہوا جبرائیل و میکائیل آپ کے ہمرکاب تھے۔ اس شان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبرائیل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کیا اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف بنے۔ حدیث میں ہے سفر کے دوران ایک ایسی زمین پر گزر ہوا جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ جبرائیل نے کہا یہاں اتر کر دو رکعت نفل پڑھ لیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی جبرائیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے یثرب (یعنی مدینہ طیبہ میں) نماز ادا فرمائی ہے جہاں آپ ہجرت فرمائیں گے بعدازاں روانہ ہوئے ایک اور مقام پر جبرائیل نے کہا یہاں اتر کر نماز پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو جبرائیل نے کہا کہ آپ نے وادی سینا میں شجر موسیٰ کے قریب نماز پڑھی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا پھر ایک اور زمین پر گزر ہوا جبرائیل نے کہا یہاں اتر کر نماز پڑھیں۔ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو جبرائیل نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدین) میں نماز پڑھی ہے جو شعیب علیہ السلام کا مسکن تھا پھر روانہ ہوئے تو ایک اور جگہ پہ جبرائیل نے کہا کہ یہاں نماز پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو جبرائیل نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللحم یعنی عیسیٰ علیہ السلام جہاں پیدا ہوئے تھے وہاں نماز پڑھی ہے۔

عجائب سفر اور عالم مثال کی بے مثال امثال

احادیث کی روشنی سے پتہ چلتا ہے کہ دوران سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجائب سفر اور عالم مثال کی بے مثال امثال دیکھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار جارہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا پر گزر ہوا۔ اس نے آپ کو آواز دی۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ آگے چلئے اور اس کی طرف التفات نہ کیجئے آگے چل کر ایک بوڑھا نظر آیا۔ اس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دی۔ حضرت جبرائیل نے کہا آگے چلئے آگے چل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت پر گزر ہوا جنہوں نے آپ کو ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا: "السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر) جبرائیل نے کہا کہ آپ ان کے سلام کا جواب دیجئے اور بعدازاں بتلایا کہ وہ بوڑھی عورت جو راستہ میں کنارے پر کھڑی تھی اور وہ دنیا تھی۔ دنیا کی عمر اتنی قلیل رہ گئی ہے جتنی اس عورت کی عمر باقی ہے اور وہ بوڑھا شیطان تھا دونوں کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور وہ جماعت جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے ہیں۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا کر کھا رہا ہے۔ جبرائیل نے بتایا کہ یہ شخص سود خور ہے۔

☆ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو ایک ہی دن میں تخم ریزی کرتے ہیں اور ایک ہی دن میں کاٹ بھی لیتے ہیں اور کٹائی کے بعد کھیتی پھر ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے پہلے تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے دریافت فرمایا یہ کیا ماجرا ہے؟ جبرائیل امین نے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کی ایک نیکی سات سو سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے اور یہ لوگ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

☆ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور قوم پر گزر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے۔ کچلے جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہوجاتے تھے۔ جیسے پہلے تھے۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری تھا ختم نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ فرض نماز سے کاہلی کرنے والے لوگ ہیں۔

☆ پھر ایک اور قوم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اونٹ اور بیل کی طرح چرتے ہیں۔ کانٹے اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو جبرائیل نے کہا کہ یہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے لوگ ہیں۔

☆ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا' جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا گوشت اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے' یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ لوگ ہیں' جن کے پاس حلال اور طیب نکاح والی عورتیں ہیں' مگر وہ زانیہ اور فاحشہ عورتوں کے ساتھ' شب باشی کرتے ہیں اور صبح تک انہیں کے پاس رہتے ہیں یا آپ کی امت کی وہ عورتیں جو حلال طیب شوہروں کو چھوڑ کر زانی اور بدکردار مردوں کے ساتھ رات گزارتی ہیں۔ پھر آپ کا گزر ایک ایسی لکڑی پر ہوا جو سر راہ واقع ہے اور جو کپڑا اور جو شئے اس کے پاس سے گزرتی ہے اس کو پھاڑ

ڈالتی ہے اور چاک کردیتی ہے' آپ نے جبرائیل سے دریافت کیا تو جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں سے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستہ میں چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور مسافروں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا بھاری گٹھا جمع کررکھا ہے اور اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر لکڑیاں لالا کر اس میں اور زیادہ جمع کرتا رہتا ہے آپ نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ تو جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے کہ جس پر حقوق اور امانتوں کا بارگراں ہے اور وہ ان کو ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن اور بوجھ اوپر لاتا جاتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا' جن کی زبانیں اور ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے اور جب کٹ جاتے تو پھر صحیح و سالم ہوجاتے اس طرح یہ سلسلہ جاری ہے ختم نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جو یقولون مالا یفعلون کا مصداق ہیں۔ یعنی دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔ پھر آپ کا گزر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آرہی تھی۔ جبرائیل نے کہا یہ جنت کی خوشبو ہے۔ بعد ازاں ایک ایسے مقام پر گزر ہوا جہاں بدبو محسوس ہوئی۔ جبرائیل نے کہا یہ جہنم کی بدبو ہے۔ بظاہر چونکہ ان تمام حالات و واقعات کا تذکرہ براق پر سوار ہونے کے بعد مقتدا اور مسجد اقصیٰ میں پہنچنے سے قبل پیش آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات عروج سما سے پہلے کے ہیں۔

بقیہ: لاہوری مرزائی

سب کچھ "الہام" ہی سے مل گیا اور چونکہ ان کو "الہام" ہوتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ وہ حق پرست بھی تھے اور چونکہ وہ حق پرست تھے لہذا تسلیم کرنا چاہئے کہ انہیں "الہام" بھی ہوتا تھا۔ مگر میری اصل بحث اس نکتہ میں ہے جو پیغام صلح کی عبارت میں پہلے گزر چکا ہے' یعنی مفاد پرست لوگوں نے اہل حق کے مقابلہ میں ہمیشہ استہزا' نعرہ بازی اور فقرہ آرائی سے کام لیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا کے سب سے بڑے حق پرست سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور ان کی تعلیمات کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے ہمیشہ تکذیب و استہزا اور فقرہ آرائی سے کام لے کر اپنی مفاد پرستی کا ثبوت دیا۔ میرے یہ الفاظ پیغام صلح کو ناگوار گزریں گے مگر میں عرض کرچکا ہوں کہ واقعات کو جذبات کے آئینہ میں نہیں دیکھنا چاہئے۔

میرے سامنے دس بیس نہیں سینکڑوں مثالیں موجود ہیں' جن میں مرزا صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک بات کا مذاق اڑایا ہے اس کی تکذیب کی ہے اور اس پر فقرے کسے ہیں۔ البتہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کا نام نہیں لیتے بلکہ "ہمارے مخالف" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ شاید مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کو بھی اپنے مخالفوں میں شمار کرتے ہوں گے۔ "پیغام صلح" کو اگر واقعی حق پرستی منظور ہے تو ایک طرف آنحضرت ﷺ کے ارشادات طیبات کو رکھے اور دوسری طرف مرزا صاحب نے ان پر جو جرح کی ہے مذاق اڑایا ہے یا آپ ﷺ کے کلام کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اس کو ملاحظہ کرے اور پھر دیکھے کہ دنیا کے سب سے بڑے حق پرست (ﷺ) کو مرزا صاحب نے کس طرح طعن و تشنیع استہزا و تکذیب اور فقرہ آرائی کا نشانہ بنایا ہے۔

اظہار تعزیت و دعائے مغفرت

گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ جناب سید ممتاز الحسن گیلانی صاحب (فیصل آباد) کے جواں سال صاحبزادے سید محمد اجمل شاہ گیلانی ٹریکٹر کے نیچے آکر جاں بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون یہ اچانک حادثہ مرحوم کے اہل خانہ کے لئے المناک صدمہ کا باعث ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری اور تمام مبلغین ختم نبوت جناب سید ممتاز الحسن گیلانی اور مرحوم کے جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین) تمام قارئین ختم نبوت سے مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن اور حضرت اقدس آخر العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے مرشد جناب محمد انور غازی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مختصر علالت کے بعد ۱۸/اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز اتوار لیاقت ہسپتال میں انتقال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی زندگی بھر کی لغزشوں کو معاف فرماکر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) اسی دن جنازہ اور تدفین ہوئی۔ عصر کے وقت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا محمد طیب لدھیانوی اور دیگر حضرات نے موصوف کے گھر جاکر تعزیت کی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ (ادارہ)

مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک

ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی کے معاہدہ کی شرعی حیثیت

اعداد آلات حرب قرآن کریم کی روشنی میں :

اعداد (تیاری) آلات جہاد کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے : "واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدواللہ وعدوکم وآخرین من دونھم لاتعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لاتظلمون" (سورہ انفال : ۶۰)

ترجمہ : "اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر ان کے سوا' جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ کے راستے میں وہ پورا ملے گا اور تمہارا حق نہ رہ جائے گا۔" (ترجمہ از معارف القرآن)

اس کی تفسیر میں امام رازیؒ فرماتے ہیں :

"وھذہ الآیۃ تدل علی ان الاستعداد للجھاد بالنبل والسلاح و تعلیم الفروسیۃ فریضۃ" (تفسیر کبیر ج ۱۵ ص ۱۸۵)

(یہ آیت کریمہ جہاد کے لئے تیاری اسلحہ تیروں اور شہسواری کی تعلیم کی فرضیت پر دلالت کرتی ہے۔)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اسی آیت کے ضمن میں فوائد عثمانی میں تحریر فرماتے ہیں :

"مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو' سامان جہاد فراہم کریں' نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارکہ میں گھوڑوں کی سواری شمشیر زنی اور تیر اندازی کی مشق کرنا سامان جہاد تھا' آج بندوق' توپ' ہوائی جہاز آبدوز کشتیاں' آہن پوش کروز وغیرہ کا تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حرب کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ کرنا سب جہاد ہے اسی طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں' وہ سب آیت کے معنیٰ میں داخل ہیں۔" (تفسیر عثمانی ص : ۲۴۴)

لہٰذا اس آیت کے عموم میں موجودہ وقت میں جو آلات حرب و ضرب اور سائنس و ٹیکنالوجی کی بدولت جو بم اور میزائل وغیرہ تیار کئے گئے ہیں' مثلاً کروز میزائل' اسکڈ میزائل' نیپام بم' ہائیڈروجن بم اور ایٹم بم جیسے مہلک ہتھیار یہ تمام مااستطعتم کے عموم میں آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی تفسیر معارف القرآن ج / ۳' ص ۲۵۵ پر لکھتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت کی رو سے مسلمان حکومتوں پر جدید اسلحہ کی تیاری اور ان کے کارخانوں کا قائم کرنا فرض ہوگا اس لئے کہ اس آیت میں قیامت تک کے لئے ہر مکان وزماں کے مناسب قوت وطاقت کی فراہمی کا حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح کافروں نے تباہ کن ہتھیار تیار کئے ہیں۔ ہم پر بھی اسی قسم کے تباہ کن ہتھیاروں کا تیار کرنا فرض ہوگا تاکہ کفر اور شرک کا مقابلہ کر سکیں۔

اس کے متعلق حضور ﷺ کے ارشادات اور فقہا کے اقوال :

اس طرح احادیث کریمہ میں حضور اکرم ﷺ نے اعداد آلات حرب کی تاکید اور ترغیب فرمائی۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے :

"عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اس حال میں کہ آپ منبر پر تھے فرمایا اور تیار کرو کافروں کے ساتھ جنگ کے واسطے وہ چیزیں جو تم قوت سے کر سکو۔ خبردار بیشک قوت تیر اندازی ہے خبردار بیشک قوت تیر اندازی ہے' خبردار بیشک قوت تیر اندازی ہے" (مسلم ج ۲ ص ۱۴۳)

دوسری روایت ہے کہ :

"عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے' اس کا بنانے والا جس کے بنانے سے اس کی نیت خیر کی ہو اور اس کا پھینکنے والا' تیرا تیر دینے والا تیر انداز کے ہاتھ میں۔" (رواہ ابوداؤد بذل المجہود' ج ۱۱ ص ۳۲۸)

فقہا کرام میں فقہ حنفی کی مشہور و معروف شخصیت حافظ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں :

"یعنی دارالحرب میں مجاہد کے لئے ناخن بڑھانا باوجودیکہ ناخنوں کا کٹوانا ایک فطری امر ہے' مندوب اور مستحب ہے کیونکہ دوران جنگ و جہاد اس کے پاس اسلحہ نہ ہو اور دشمن اس کے بالکل قریب ہو تو ناخن کے ذریعہ بھی وہ اپنے دشمن کو

دفع کر سکتا ہے' اور اس کی نظیر مونچھوں کو ترشوانا ہے کیونکہ یہ سنت ہے پھر غازی کے لئے دارالحرب میں مونچھوں کا بڑھانا مستحب ہے تاکہ اس سے اس کے مقابل دشمن پر رعب اور دھاک بیٹھ جائے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ وہ چیزیں جو کہ مجاہد و غازی کے لئے جہاد میں مدد و معاون ثابت ہوں تو وہ مندوب اور مستحب ہے اس لئے کہ اس میں مسلمانوں کا وقار اور مشرکین کی تذلیل و توہین ہے۔ ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات بالکل عیاں ہے کہ مسلمانوں کے لئے ہر قسم کا اسلحہ اور جنگی ساز و سامان دشمن کے مقابلے میں تیار رکھنا فرض اور ضروری ہے' تاکہ جہاد کے وقت ان کی توجہ اسلحہ کی تیاری پر نہ ہو۔" (البحرالرائق ج ۵ ص ۷۶)

آلات حرب یا عسکری قوت کو ضائع کرنے یاان کو منجمد کرنے پر وعیدیں:

جس مسلمان ملک کے پاس یہ آلات حرب (اور وہ بھی جدید ترین شکل میں) ہوں ان آلات کو ضائع کرنے یا اس کو استعمال میں نہ لانے کے متعلق حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا وہ گناہ گار ہوا۔" (مسلم ج ۲ ص ۱۴۳)

مندرجہ بالا حدیث کے ذیل میں شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذا تشديد عظيم في نسيان الرمي بعد علمه ومكروه كراهة شديدة من تركه بلا عذر (مسلم ج ۲ ص ۱۴۳) اور اس حدیث کی تشریح میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں "جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں گویا اس نے اس میں کوئی نقص دیکھا اور اس کے ساتھ استہزا کیا اور یہ صورتیں کفران نعمت کے زمرے میں آتی ہیں۔ شراح حدیث نے اس نعمت کو نعمت خطیرہ سے تعبیر کیا ہے۔" (مرقاۃ ج ۷ ص ۳۱۴) اور یہی حدیث ایک اور روایت میں یوں بیان کی گئی ہے: من تعلم الرمی ثم نسیه فهی نعمة جحدها (مجموعۃ الفتاوی لابن تیمیہ ج ۲۸ ص ۹)

مختصراً ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جس طرح اعداد آلات حرب مسلمانوں کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ اسی طرح فن عسکری کو سیکھ کر اس کو ترک کرنا' اسے بھول جانا انتہائی لائق ملامت امر ہے' جس کی طرف امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور ملا علی قاریؒ نے بصراحت تنبیہ کی ہے۔ موجودہ حالات اور زمانے کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایک مسلمان ملک کے پاس جو قوت اور طاقت ہو' جس سے دشمنان اسلام مرعوب ہوتے ہوں۔ اسی طاقت اور قوت کو ختم کرنا یا اس کو استعمال میں نہ لانا یا اس کو منجمد کرنا اسی وعید کے ضمن میں آتے ہیں۔ صاحب ہدایہ نے حرمت اکل لحم فرس (یعنی گھوڑے کے گوشت کی حرمت) کی ایک علت یہ بھی لکھی ہے کہ:

"یعنی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ (اس کی ایک علت یہ ہے) کہ دشمن کے ڈرانے دھمکانے اور مرعوب کرنے کا آلہ ہے اس لئے اس کے احترام کی وجہ سے اس کا کھانا مکروہ (تحریمی) ہے اور اسی احترام و عظمت کی بنا پر مال غنیمت میں گھوڑے کا مستقل حصہ ہے (اور دوسری علت یہ ہے) کہ اس کی اباحت کی صورت میں آلہ جہاد کی تقلیل ہوتی ہے۔ کفار اور غیر مسلموں کے دباؤ میں آکر ایٹمی صلاحیت اور عسکری قوت کو منجمد یا اس میں تخفیف کرنے کے متعلق کسی بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کرنے کے بارے میں ان نصوص قطعیہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔"

ارشاد ربانی ہے:

"فلاتطع الكافرين وجاهدهم به جهاداً كبيرا"

ترجمہ "سو تم کہنا مت مان منکروں کا اور مقابلہ کر ان کا اس کے ساتھ بڑے زور کا۔" (الفرقان ۵۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار (ھود ۱۱۳)

ترجمہ: "اور مت جھکو ان کی طرف پھر تم کو لگے گی آگ"

ایک اور فرمان ربانی ہے:

ودالذين كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة (النسا ۱۰۲)

ترجمہ: "کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تاکہ تم پر حملہ کریں یکبارگی"

ان نصوص میں تدبر سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ نے پوری شدومد کے ساتھ مسلمانوں کو ہر وقت کفار کے مقابلے میں تیار رہنے

کا حکم دیا ہے اور کفار کی طرف معمولی میلان کو بھی موجب دخول نار ٹھہرایا ہے۔ اب اگر ہمارے حکمران یہود و ہنود اور نصاریٰ کے دباؤ میں آکر اس رسوائے زمانہ معاہدہ (سی ٹی بی ٹی) پر دستخط کرتے ہیں تو لازمی طور پر ان نصوص قطعیہ اور ارشاد ربانیہ کی خلاف ورزی ہوگی۔

وہ معاہدہ جو مسلمانوں کے مفادات کے منافی ہو اس کی پابندی ضروری نہیں:

اگر تخفیف اسلحہ کے متعلق کوئی بین الاقوامی معاہدہ موجود ہو اور اس کا کنٹرول بھی کفار کے ہاتھ میں ہو تو آیا اس صورت میں مسلمان اس معاہدہ کے پابند ہیں؟ سو اس بارے میں سب سے پہلے جب ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات سامنے آتی ہیں:

یاایھاالذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیا من دون المئومنین (النسا ۱۴۴)

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا لیا چاہتے ہو اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح"

ترجمہ: "اور اگر تم کو ڈر ہو کسی قوم سے دغا کا تو پھینک دے ان کا عہد ان کی طرف اسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر۔ بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے دغاباز۔ یعنی اگر آپ کو کسی قوم معاہد سے خیانت اور عہد شکنی کا اندیشہ ہو جائے تو ان کا عہد ان کی طرف اسی صورت میں واپس کردیں کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (معارف القرآن ج ۴ ص ۲۶۹)

یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی:

ترجمہ: "اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے' اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہیں میں ہے اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو اب تو دیکھے گا ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں ان میں کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجائے ہم پر گردش زمانہ کی۔ سو قریب ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرماوے فتح یا کوئی امر۔ اپنے پاس سے تو لگیں۔ اپنے جی کی چھپی بات پر پچھتانے" (تفسیر عثمانی) ابو بکر جصاص رازیؒ اس آیت کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ ان "آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی دوستی اور ان کے ازلال سے منع فرمایا اور ان کی اہانت اور اذلال کا حکم فرمایا' اور ان سے مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں میں امداد لینے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں ان کی عزت اور برتری ہے (احکام القرآن ج ۳ ص ۱۲۳) ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ تخفیف اسلحہ کے معاہدہ پر دستخط کرنے اور اس کے لئے راہ ہموار کرنے اور اس سلسلے میں تعاون کرنے کی صورت میں جو لوگ کفار یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کا جو مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کا حشر کفار و یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہی ہوگا۔ لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ معاہدہ پر دستخط کی صورت میں عقل سے کام لے۔

دستخط کرنے کی صورت میں کفار کی طرف سے امداد کے وعدے:

تخفیف اسلحہ یا دستخط کرنے کی صورت میں کفار کی طرف سے امداد و تحفظات! اعداد آلات حرب کے متعلق جو آیت کریمہ ہم نے ذکر کی ہے کہ واعدوالھم ما استطعتم تو اس آیت کے آخر میں فرمان ربانی ہے کہ وماتنفقوا من شئی فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لاتظلمون اس میں غور کرنے سے یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ مسلمان جہادی سامان پر جتنا بھی خرچ کریں گے اس کے متعلق خدائی وعدہ ہے کہ یوف الیکم یعنی وہ خرچ تم مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے پورا پورا دیا جائے گا بغیر کسی کمی کے گویا یہ آیت تصریح ہے اس بات پر کہ اگر آپ کا کچھ خرچ ہوا ہو اور ضرور ہوتا ہے تو اس کا انتظام اللہ فرمائے گا۔

اب اقتصادی پابندیوں کے خوف سے تخفیف اسلحہ کے معاہدہ پر دستخط کرنا گویا اللہ کے وعدے سے انحراف ہے۔ اسی طرح دیگر بھی کئی آیتیں ہیں' جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے اپنی عزت و وقار کو مجروح کر کے استعانت لینا صحیح نہیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں۔" (آل عمران ۱۱۸)

علامہ ابوبکر الجصاص الرازیؒ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اسی آیت یعنی لاتتخذو بطانۃ میں اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں اور ملازمتوں میں کفار اہل ذمہ سے امداد لینا جائز نہیں۔ اسی طرح دوسری آیت اسی طرح اس آیت کے ذیل میں بھی علامہ جصاصؒ فرماتے ہیں کہ "ان آیات میں حق تعالیٰ نے کفار کی دوستی اور ان کے اعزاز سے منع فرمایا ہے اور ان کی اہانت واذلال کا حکم دیا ہے اور ان سے مسلمانوں کے (اجتماعی) کاموں میں امداد لینے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں ان کی عزت اور برتری ہے۔" (احکام القرآن ۳/ ۱۲۳)

ارشاد ربانی ہے :

ترجمہ :"جو لوگ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں کیا وہ ان کے ذریعے قوت و عزت چاہتے ہیں۔ (وہ یاد رکھیں کہ) قوت و عزت تو ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے یعنی قوت و عزت اللہ کے قوانین میں عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔" تو مندرجہ بالا تصریحات اور نصوص کی رو سے کفار سے امداد طلب کرنا اور ان کے ساتھ دوستی نباہنا اس خاطر سے کہ اس میں ہماری عزت ہے بالکل صحیح نہیں۔ اور یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مسلمان ممالک نے جن کافر ملکوں کے ساتھ جتنے بھی معاہدے کئے ہیں' انہوں نے ایفائے عہد کا خیال نہیں رکھا اور پاکستان اور عربوں کے معاہدے ہمارے سامنے ہیں' جس میں ہمیں خسارے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہیں آیا۔

مذکورہ بالا دلائل جو قرآن کریم کی صریح آیات' سنت نبوی ﷺ کی واضح ہدایت' مفسرین' محدثین اور فقہا امت کی تشریحات پر مشتمل ہیں اور جن پر تمام فقہی مکاتب کا اجماع ہے' جن سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں :

☆ اعدائے اسلام کی جارحیت اور اسلامی ممالک کی حفاظت اور دفاع کے لئے ہر قسم کا فوجی سامان' آلات حرب کی تیاری' اس میں روز و شب ترقی اور دشمن کے ارہاب کے لئے اعداد آلات جہاد فرض عین ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے اساسی عبادات مثلاً نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج کی فرضیت محدود اوقات اور مقدار سے وابستہ ہیں

☆ دشمنان اسلام کے کسی دباؤ اور ترغیب و ترہیب میں آکر ایسا کوئی اقدام یا معاہدہ ہرگز جائز نہیں' جس سے فوجی اور حربی تیاریوں میں تعطل پیدا ہوتا یا اس میں کمی آسکتی ہو یا حربی ٹریننگ' مشق اور تربیت کو نقصان پہنچ سکتا ہو یا اس میں کمی آسکتی ہو یا ان سارے امور پر کسی قسم کی قدغن لگ سکتی ہو۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مکتبہ لدھیانوی کی مطبوعات

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تصنیفات

جن کا ہر گھر اور ہر لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل (آٹھ جلدیں)	۱۱۶۰/ روپے
اختلاف امت اور صراط مستقیم (مکمل)	۱۵۰/ روپے
اختلاف امت اور صراط مستقیم (حصہ اول)	۹۰/ روپے
عصر حاضر احادیث نبویؐ کے آئینے میں	۳۳/ روپے
ذریعۃ الوصول الی جناب الرسولؐ (بڑی)	۸۰/ روپے
ذریعۃ الوصول الی جناب الرسولؐ (چھوٹی)	۵۰/ روپے
شخصیات و تاثرات	۱۲۵/ روپے
رسائل یوسفی	۱۲۵ روپے
شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم	۱۵۰/ روپے
اطیب النغم	۴۰/ روپے
سیرۃ عمر بن عبدالعزیزؒ	۶۰/ روپے
حسن یوسف (مقالات کا مجموعہ)	۱۵۰/ روپے
تحفہ قادیانیت (تین جلدیں)	۵۰۰/ روپے
کفت فار قادیانیز	۲۰۰/ روپے
نشر الطیب (از حضرت تھانویؒ)	۱۰۰/ روپے
اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے (محمد فیاض)	۱۵۰/ روپے
قادیانیت کا علمی محاسبہ (پروفیسر محمد الیاس برنی)	۳۰۰/ روپے
احتساب قادیانیت (حصہ اول مولانا لال حسین اخترؒ)	۱۰۰/ روپے
احتساب قادیانیت (حصہ دوم مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ)	۱۵۰/ روپے
رئیس قادیاں (مولانا محمد رفیق دلاوری)	۱۵۰/ روپے
خطبات ختم نبوت (دو جلدیں) مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی	۳۰۰/ روپے
تاریخی قومی دستاویز (مولانا اللہ وسایا)	۱۵۰/ روپے
قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	۳۰۰/ روپے
تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا (ایچ ساجد اعوان)	۲۰۰/ روپے
ثبوت حاضر ہیں (متین خالد)	۳۰۰/ روپے
قادیانیت سے اسلام تک (متین خالد)	۲۰۰/ روپے

برائے رابطہ۔ مکتبہ لدھیانوی مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ نوٹ۔ جو حضرات دینی مدارس کے طلباء میں مفت کتابیں تقسیم کرنا چاہتے ہیں وہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب سے رجوع کریں۔

مولانا محمد اشرف کھوکھر

دعا جو دل سے کبھی نکلتی ہے

وہ قطرہ موتی بنتا ہے جو تلاطم خیز موجوں میں سطح آب پر آنے والی سیپ کے منہ میں جاتا ہے اگر اندر ندامت کا بادل چھا جائے تو ابر رحم جھم لگتی ہے' بارش سے پکے مکان کو نقصان نہیں پہنچتا مگر غریب کے جھونپڑے کو نقصان پہنچتا ہے امیر اور غریب کے فرق کو مٹانے کی کوشش کون کرے گا

ایک مسافر متمدن دنیا سے دور لق و دق صحرا میں سفر کرتے ہوئے پیاس محسوس کرتا ہے............ ساون کا مہینہ' کڑکتی اور چلچلاتی دھوپ کی شدت سے پیاس میں شدت آتی جاتی ہے' مسافر اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے دائیں دیکھتا ہے تاحد نظر پانی ملنے کے آثار نہیں' بائیں دیکھتا ہے پانی کے آثار مفقود ہیں' آگے دیکھتا ہے تو دور بہت دور ایک سایہ دار درخت دکھائی دیتا ہے اور اس سے پہلے پانی کا ایک تالاب نظر آتا ہے تو مسافر کی ہمت بندھتی ہے اور وہ رواں دواں ہوتا ہے چلتے چلتے یہ صحرانورد دو ڈھائی کلومیٹر کا کٹھن سفر طے کرکے جب درخت کے قریب پہنچتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پانی نام کی کوئی چیز نہیں یہ تو آفتاب کی کڑکتی دھوپ کی وجہ سے "بصری دھوکہ" تھا۔ پیاس سے نڈھال زاد راہ ایک طرف پھینک کر پیاسا مسافر درخت کی چھاؤں میں تھوڑی دیر ستاتا ہے۔ قریب آبادی کے آثار نہیں "عدم آباد" جاتا ہے کٹھن اور دشوار سفر درپیش ہے۔ پیاس سے زبان خشک ہوچکی ہے۔ صحرا میں رات ہوجانے کا خدشہ ہے تفکرات کے نہ ٹوٹنے والا سلسلہ کہ مسافر کو چین نہیں آتا۔ کچھ دیر بعد وہ سفر جاری کرتا ہے لیکن موت سامنے نظر آرہی ہے۔ چلتے چلتے شدت پیاس سے نڈھال ہوکر بیٹھ جاتا ہے اور اپنے رب رحیم و کریم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دونوں کانپتے ہاتھ اٹھاتا ہے اور اپنی خشک زبان سے سوال کرتا ہے۔ یارب العالمین! تو جانتا ہے میں شدت پیاس سے قریب المرگ ہوں تو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے تو جانتا ہے کہ میرا سفر طویل ہے' یارب الرحیم میرے حال پر رحم و کرم فرما میری پیاس بجھانے کا بندوبست فرمادے' یارب العالمین! میری پیاسی دھرتی کو اپنی رحمت سے سیراب کردے۔ دعا دل سے مانگی' اللہ رب العزت نے قبول فرمائی

دعا جو دل سے کبھی نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

شمال مغرب سے بادل کی چند ٹکڑیاں نظر آئیں' مسافر نے زاد سفر اٹھایا اور منزل کی طرف رواں دواں ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے بادل آسماں پر چھاگیا......... کوندی چمکنے لگی' مسافر کا حوصلہ بلند ہوا' ہر ہر قدم پر اپنے رب کے سامنے اظہار عاجزی کررہا ہے۔ اگرچہ زبان پیاس کی شدت سے خشک لیکن ذکراللہ سے تر ہے سفر طے ہوتا گیا ادھر اللہ رب العزت کے حکم سے میکائیل نے بادل سے کہہ دیا کہ اب اتنا برس اتنا برس کہ جل تھل ایک کردے' لیکن اللہ کے بندے کو نقصان بھی نہ پہنچے۔

اللہ رب العزت بڑے رحیم و کریم اور اپنی مخلوق پر ماں سے زیادہ شفیق ہیں۔

اللہ رب العزت نے شفقت کا ایک حصہ ساری مخلوق میں تقسیم کیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں۔ ایک ماں اپنے بچے کے لئے سب کچھ لٹادیتی ہے اور ماںمتا سے اولاد کے لئے خواب راحت اور دنیاوی عیش و عشرت سے روک دیتی ہے' بچے کی آواز پر مستعد رہتی ہے' اس ایک ذرا سے حصے کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں تقسیم کیا ہے۔ اندازہ کرلیجئے کہ خالق و مالک' رحیم و کریم ذات جس نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہیں وہ مخلوق پر کتنی رحیم ہوگی۔ اگر اس کریم داتا کو سچے دل سے پکارا جائے تو وہ کیوں نہ لبیک کہے گا' جبکہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں "ادعونی استجب لکم ☐ (المومن ٦٠) "مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا" اور (وان اللہ سمیع علیم) "اور بیشک اللہ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں" اللہ رب العزت ایسے کریم ہیں جن کے خزانے کبھی ختم نہ ہوں گے' جن کے احسانات کی بارش مخلوق پر ہر وقت برستی رہتی ہے' جو ہر مانگنے والے کے سوال پر لبیک یا عبدی فرماتے ہیں۔ اس کی دعا قبول کرتے ہیں اور وہ عالم الغیب ذات جو ہماری بہتری و بھلائی کو ہم سے زیادہ سمجھتی ہے اور وہ ہمیں وہ عطا کرتی ہے جو ہمارے لئے بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا علم مختصر اور ادراک نامکمل ہے' بالکل اسی طرح

جس طرح صحرا کا مسافر دھوپ کی تمازت سے صحرا میں پانی کا تالاب دیکھتا ہے حالانکہ یہ اس کا بصری دھوکہ تھا' سراب تھا..... مسافر نے اپنے رب کے سامنے اظہار ندامت کیا' صدق دل' کامل یکسوئی' خضوع و خشوع' تضرع و عاجزی سے دست سوال دراز کیا۔ یقین کے ساتھ بھیک مانگی کہ یارب العالمین! میں مسکین ہوں' فقیر اور عاجز ہوں یا رب العالمین میرے حال پر رحم و کرم فرما! ادھر ندامت کا بادل چھایا ادھر آسمان پر بادل.........

ادھر آنسوؤں کی رم جھم ادھر ہلکی ہلکی پھوار....... دھیرے دھیرے موسلادھار بارش برسنا شروع ہوئی سبحان اللہ! نمکین پانی کے قطرے مناسب مقدار میں' کچھ دیر پہلے بادل ایک خاص مادی شناخت میں ہوا کے دوش پر سوار تھا لیکن فوراً" پانی کے باریک قطروں میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ عام پانی سے مختلف جو منفی سینٹی گریڈ (نقطہ انجماد) سے جمتے نہیں بلکہ مناسب مقدار میں آرام دہ اور خوش کن قطرے زمین پر گرتے ہیں۔ انتہائی غور طلب بات ہے کہ یہ پانی کے قطرے جن کو گیس والا پانی تصور کیا جاتا تھا کس طرح اپنی اصلی حالت میں ایسی جگہ پر جیسے سائبیریا کی فضا میں جہاں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے چالیس ڈگری نیچے تک قائم رہ سکتا تھا؟ یہ ایک برف کی سل بن کر ملحدین کے سر پر کیوں نہ گر پڑا جو بارش کے لئے دعا مانگنے والوں کا مذاق اڑاتے تھے اور ان کا یہ دعویٰ تھا کہ بارش بغیر تاخیر کے پیدا کرسکتے ہیں؟ بارش کے قطرے نے ایک خاص روپ دھار لیا' یہ قطرہ کس توازن سے زمین پر اترا؟ ایسی کونسی بنیادی وجہ تھی جس سے یہ آرام دہ اور دل خوش کن بارش کے قطرے میں تبدیل ہوگیا۔ ایک بادل کس طرح اڑجاتا ہے؟ کس طرح اور کہاں بادلوں میں نمک بھی شامل ہوجاتا ہے جبکہ پانی کے ابال کے نکتہ پر بھی یہ نمک پانی میں شامل ہوکر اڑ نہیں سکتا؟ انتہائی غور طلب بات ہے۔

اب آیئے اللہ رب العزت کے آخری پیغمبر محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب "قرآن مجید" سے بارش کے رموز پوچھتے ہیں:

ترجمہ: "جس (اللہ) نے ایک خاص مقدار میں آسمان سے پانی اتارا۔ اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو جلا اٹھایا۔ اسی طرح تم بھی برآمد کئے جاؤ گے۔"

(الزخرف :۴۳)

پیاسی اور خشک زمین پر بارش کے ضمن میں قرآن نے احتیاط سے متناسب مقدار میں پانی کے اترنے کا ذکر کیا ہے اور لفظ "بقدر" استعمال کیا ہے۔ قرآن کے مطابق "بارش مردہ زمین میں زندگی ڈالتی ہے۔" دنیا کی خوبصورت ترین شئے بارش ہے یہ میرے' آپ کے اور ہم سب کے مشاہدے کی بات ہے۔ بارش کے بعد ہر چیز نکھر نکھری سی لگتی ہے سوہنی سوہنی سی لگتی ہے۔ اشجار کے پتے دھل کر خوبرو و خوبصورت ہوجاتے ہیں' باغات کی رعنائی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ہر پھول نکھر نکھرا سا لگتا ہے۔ بارش سے ہر چیز اپنے ظرف کے مطابق فائدہ اٹھاتی ہے۔ وہ سیپ موتی بنتی ہے جو عین بارش کے وقت سطح آب پر آکر بارش کے قطرہ کو منہ میں لے لیتی ہے۔ آغوش تلاطم میں جاکر یہی قطرہ قیمتی موتی بنتا ہے؟

قطرہ آغوش تلاطم میں گوہر بنتا ہے
آبرو چاہئے تو طوفان میں گھر پیدا کر

یہ بیان جو کہ آیت کا مرکزی نقطہ ہے کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس لئے یہ فرمایا کہ ہم مردہ زمین کو زندگی دیتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ اجتماعی طور پر ایسے رازوں کی حامل ہے جو کہ سائنس کی دنیا میں عظیم پیمانے پر عجوبے کا درجہ رکھتی ہیں۔ آیت کریمہ کا پہلا حصہ "وہ آسمان سے پانی ایک خاص مقدار میں اتارتا ہے" یہ ظاہر کرتا ہے کہ بارش کا نزول ایک انتہائی نازک معاملہ ہے جس میں بہت سے حساب ملوث ہیں۔ اگر اس آیت کریمہ کے آخری حصہ سے ملائیں تو یہ سائنسی معجزہ مردہ کو زندہ کرنے کی طرح اہمیت رکھتا ہے۔ جب زمین خشک ہوتی ہے' اس کے نیچے ایک مردہ سلطنت پوشیدہ ہوتی ہے' دراصل زمین زندہ ہوتی ہے لیکن اس کی زندگی بارش کی وجہ سے جلا پاتی ہے۔ آیت کریمہ کا یہ حصہ بارش اور پانی کے قطرے زندگی کے ساتھ رشتے کو ظاہر کرتا ہے۔ اب آیت مذکورہ کے آخری حصہ پر غور کیجئے فرمایا "اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤ گے" ہمارا دوبارہ زندہ ہونا اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق ہمارے زندگی کے قوانین (کوڈ) کی مثل ہے جو زمین میں باقی رہتے ہیں' یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ جس طرح بارش ایک مردہ زمین سے نامیاتی کوڈ کو بروئے کار لاتی ہے اور فوراً" جلاپاتی ہے اسی طرح اللہ کے حکم یا مرضی سے انسانی کوڈ بھی ایک کمپیوٹر کی رفتار سے دوبارہ زندہ ہوجائے گا کہ "زندہ ہوجاؤ اٹھو" جس طرح اللہ بارش کی معرفت زیر زمین زندگی کو جلا دیتا ہے اسی طرح

باقی صفحہ ۲۶ پر

تحریر: قاری نوید مسعود ہاشمی

حضرت مولانا عبداللہ کی شہادت

قاتل کون؟

نفرت کے سوداگروں نے ملک و ملت کی عظیم ترین متاع یعنی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کو ہم سے چھین لیا' یہ خبر سن کر آہ! کلیجہ شق ہو گیا' آنسو ہیں کہ تھمنے میں نہیں آرہے خلوص و وفا کا مجسمہ' غیرت اسلامی سے مالا مال کہ جس نے ساری زندگی کلمہ حق کو سربلند کرتے ہوئے گزار دی' جس کو وقت کے فرعون صفت حکمرانوں نے جھکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا...... جس کی حق گوئی سے ایوان وزیر اعظم لرز اٹھتے تھے وہ مولانا عبداللہ' شریف حکومت کے نوازے ہوئے گماشتوں کی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے...... راقم الحروف کو حضرت مولانا عبداللہ صاحب سے کئی سال سے نیاز مندی کا شرف حاصل تھا' اس لئے یہ بات پوری ذمہ داری سے کہوں گا کہ مولانا عبداللہ شہیدؒ کا دل دنیا کے مظلوم مسلمانوں کے دلوں کے ساتھ دھڑکتا تھا' افغان جہاد کی ابتدا سے لے کر طالبان کے عروج تک مجاہدین کی ہر قسم کی جانی و مالی مدد کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر کرتے رہے' کشمیری مجاہدین ہوں یا فلسطینی مجاہد' بوسینیا کے مجاہدین ہوں یا چیچنیا کے مجاہد' مولانا عبداللہ شہید نے ہر مجاہد کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھا اور مجاہدین کی حتی المقدور مدد کی کوشش کی' پاکستان میں چلنے والی تمام اسلامی تحریکوں میں ہر اول دستے کا کردار ادا کیا' پاکستان کے ظالم حکمران ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں آپ کو جیل کی صعوبتوں میں ڈال دیا گیا' بھٹو کے پالتو پولیس والوں نے آپ پر تشدد کی انتہا کر دی' مگر آپ اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹے۔

بے نظیر بھٹو نے اپنے دور حکومت میں مولانا عبداللہ کو پریشان کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر آپ کے موقف میں لچک پیدا نہ ہو سکی۔ یہاں تک کہ شریعت کے دعویدار میاں نواز شریف حکومت نے آپ کو قتل کے جھوٹے اور فضول کیس میں گھسیٹنے کی کوشش کی مگر حق بات کہنے سے آپ کو پھر بھی نہ روکا جا سکا۔ اسلام آباد کہ جس کو حکمران اپنے باپ کی جاگیر سمجھتے ہیں' اس کی مرکزی لال مسجد میں وزیر اعظم کی عین ناک کے نیچے حق و صداقت کی آواز بلند ہوتی رہے' یہ بھلا حکمران کیسے گوارا کر سکتے تھے؟ راقم کو یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ مولانا عبداللہؒ نے ہر ظالم جابر اور حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنے کا فریضہ بڑی خوبصورتی سے نبھایا' حکومتی حلقوں میں موجود بعض وزراً مثلاً راجہ ظفر الحق صاحب وغیرہ تمام تر نیاز مندی کے باوجود آپ کے کلمہ حق سے سخت پریشان رہتے تھے اور اکثر آپ سے اس کا تذکرہ بھی کرتے' جس کا حضرت مولانا نے کئی مرتبہ اپنی نجی مجالس میں تذکرہ بھی فرمایا۔ حکمرانوں نے آپ کو لال مسجد سے بے دخل کرنے کی بھرپور کوششیں کیں' بے شمار مرتبہ آپ کی زبان بندی کے آرڈر جاری ہوئے' آپ کو خطابت کے فرائض سرانجام دینے سے روکنے کے لئے آپ کے گھر پر کمانڈو ایکشن بھی کئے' مگر تمام تر حکومتی ہتھکنڈوں کے باوجود آپ سچی بات کہنے سے نہ رکے۔ اسلام آباد میں جمعہ کے دن ہزاروں لوگ آپ کا خطاب سننے کے لئے پہنچتے تھے' آپ پاکستان میں ہونے والے علماً کرام کے قتل عام پر کافی مضطرب رہتے تھے' گزشتہ دو ماہ قبل راقم الحروف کا حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کی قیادت میں کئی علماً سمیت قندھار کا سفر ہوا' اس سفر میں معروف مسلم کمانڈر اسامہ بن لادن سے بھی طویل ترین ملاقاتیں ہوئیں اور وفد میں شریک ہر فرد نے یہ بات محسوس کی کہ جیسے اسامہ بن لادن کی شخصیت کا اثر آپ پر بہت گہرا ہوا ہے' ایسے الشیخ اسامہ کو مولانا عبداللہ شہیدؒ کی شخصیت متاثر کر گئی۔ قندھار سے واپسی پر بڑے خوش تھے' مگر جب کوئٹہ پہنچے تو علامہ علی شیر حیدری صاحب کی سزا کی خبر سن کر سخت پریشان ہوئے اور فرمانے لگے کہ میاں نواز شریف غلط مشیروں کے اشارے پر علماً کرام کو سزائیں دلوا رہے ہیں' اسلام آباد پہنچ کر اس پر سخت احتجاج کروں گا' الشیخ اسامہ بن لادن کی تحریک سے بہت متاثر تھے' اسلام آباد اور راولپنڈی کے علماً کرام اور عوام میں طالبان تحریک اور اسامہ بن لادن کے متعلق تمام شکوک و شبہات کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا' راقم ایک مرتبہ لال مسجد کے قریب واقع آپ کے گھر پر ملنے کی

باقی صفحہ ۲۱ پر

فتح و نصرت.........اہل حق کا مقدر

(فیاض احمد شاکر' گجرات)

ہر میدان میں فتح ہمیشہ حق والوں کی ہوتی ہے:

اس جہاں رنگ و بو میں اللہ رب العزت کی سنت کچھ اس طرح جاری و ساری ہے کہ پہلے حق کے پرستاروں کو آزمائش اور تکالیف و مصائب اور جبر و استبداد کی تلاطم خیز موجوں سے گزارا جاتا ہے اور زمانے کے آمروں' جابروں' فرعونوں' ہلاکوؤں اور چنگیزوں کو اتنی مہلت ضرور ملتی ہے کہ وہ دل کھول کر کلمۂ حق بلند کرنے والوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھا کر اپنے انتقام کی آگ بجھا لیں اور اپنے بغض و عداوت کے خوابوں کو حتمی شکل دے لیں تاکہ کوئی حسرت باقی نہ رہے اور اپنے اعمال بد کا شکار ہوتے وقت وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ﴿کاش ہم نے اپنا فلاں حربہ استعمال کر لیا ہوتا﴾ یا اگر ہمیں مزید موقع میسر آتا تو ہم ایسے بھی کر دیکھتے مقررہ مہلت کے بعد پھر خدا کی بے آواز لاٹھی اپنی حرکت میں آتی ہے اور (ان بطش ربک لشدید) کے رنگ اس طرح دکھاتی ہے کہ چشم فلک یہ حیرت انگیز مناظر دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے کہ انا ربکم الاعلیٰ کے دعویدار چلا چلا کر پکار رہے ہوتے ہیں ﴿آمنت برب موسیٰ وہارون﴾ اسی طرح وقت کے ابوجہل یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ﴿افسوس مجھے بچوں نے ہلاک کر دیا﴾۔

دیکھیے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

ایسے ہی کئی تاریخی واقعات ہیں جو حق کی فتح کی نشانی ہیں لیکن چند واقعات کا تذکرہ ضروری ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

پہلا واقعہ:

یہ ۲۱۸ھ میں رونما ہوا عباسی خلیفہ مامون الرشید نے سرکاری مولوی عبدالرحمٰن بن اسحٰق اور قاضی احمد بن ابی داؤد کے اکسانے پر اہل سنت والجماعت کے امام احمد بن حنبلؒ کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیور پہنا کر بغداد لانے کا حکم دیا۔ امام احمد بن حنبلؒ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ خلیفہ مامون کا انتقال ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کا بھائی خلیفہ معتصم زمام اقتدار سنبھالتے ہی اپنے نظریاتی مخالف امام احمد بن حنبلؒ کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نکل کر جب یہ علم و عمل کا مہتاب خلیفہ کے دربار میں کھڑے ہو کر کلمۂ حق کی آواز بلند کرتا ہے اور چار دن تک نئے نئے انداز بدل بدل کر آنے والے سرکاری مولویوں کو اپنے دلائل و براہین سے لاجواب کر دیتا ہے تو اس فتح عظیم پر مبارکباد ایسے کوڑوں کی سزا سے ملتی ہے جو اس کے جسم سے گوشت و خون کے لوتھڑے الگ کر دیتے ہیں۔ خلیفہ معتصم کبھی تخت سے اتر کر وارث علوم نبوت کی منت و سماجت اور خوشامد کر کے اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ سرکاری موقف یعنی قرآن مخلوق ہے کو تسلیم کرے اور کبھی طیش میں آ کر نحیف و کمزور جسم کے مالک امام احمد بن حنبلؒ کے رخساروں پر اس قدر زور سے طمانچے رسید کرنے لگتا ہے کہ آپؒ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں۔ آخر آپؒ نے ۲۳ ماہ قید و بند کی صعوبتوں میں گزارے اور ادھر معتصم قید زندگی سے آزاد ہو گیا۔ اس دوران سرکاری معالج نے امام اہلسنت کا علاج کرنا شروع کیا تو اس نے جسم پر لگے کوڑوں کی تعداد ایک ہزار شمار کی (حوالہ حیاۃ الحیوان جلد اول) اور معتصم کے بعد اس کا بیٹا ہارون واثق باللہ تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت احمد بن نصر خزاعی کو خلق قرآن کا قائل نہ ہونے پر قتل کرا دیا اور امام اہل سنت کو نظر بندی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ واثق باللہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے جانشین متوکل باللہ نے امام صاحب پر عائد پابندیاں نہ صرف اٹھا دیں بلکہ آپ کی خدمت میں بیش بہا تحائف بھیج کر اپنے آباؤ اجداد کے تاریک کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی' لیکن آج پوری دنیا میں گھوم کر دیکھ لیا جائے کہ نظریہ امام مظلوم ہی کا زندہ ہے۔ وقت کے آمروں' جابروں اور ظالموں کے نظریات اور سرکاری مولویوں کے سرکاری نعرے گردش ایام کی دبیز تہوں میں چھپ چکے ہیں۔

دوسرا واقعہ:

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جیسے مجاہدین اسلام کا ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کے قطروں سے برصغیر کو سکھوں اور انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ ایک طرف ان کے وفادار ساتھی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑتے ہوئے کالے پانی کی طرف دھکیلے جا رہے تھے تو دوسری طرف کچھ لوگ انگریز سے وفاداری کر کے اور ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں سپاسنامے پیش کر کے جاگیریں اور دستاریں حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ ایک طرف ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر انگریزی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے

کہ فتوؤں کے ذریعے مسلمان قوم کو انگریز کا باغی بنانے والے علماً حق سرگرم عمل تھے تو دوسری طرف ہندوستان کو دارالسلام قرار دے کر اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو انگریزی فوج میں شامل ہونے کی ہدایت دینے والے علما سوء و پیران' انگریزی دولت و القابات سمیٹ رہے تھے۔ لیکن آج سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد کے حقیقی جانشین طالبان نے افغانستان کی سرزمین پر اسلامی نظام نافذ کر کے خلافت اسلامیہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔

تیسرا واقعہ :

تاریخ کے سینے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکاروں کا ہے جنہوں نے انگریز کے اقتدار کی چھتری کے سائے میں امت مسلمہ کو عقیدۂ ختم نبوت سے ہٹانے اور تاجدار مدینہ سے رشتہ توڑ کر قادیان کے دولانے گاے (؟) سے تعلق پیدا کرنے کی دعوت دی۔ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹنے کے لئے اہل حق میدان میں اترے تو انہیں فرقہ پرست' انتشاری ملاں اور مسلمان جماعت میں دراڑیں پیدا کرنے والے تخریب کار کے القابات سے نوازا گیا اور ختم نبوت کا نعرہ لگانے کے جرم میں قید و بند کی سزائیں سنانے کے لئے عدالتیں سرگرم عمل ہو گئیں۔ حتیٰ کہ خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ کے نام لیواؤں پر گولیوں کی بارش کر کے ہزاروں جیتے جاگتے انسانوں کو خاک و خوں میں تڑپانے سے بھی گریز نہ کیا گیا' بالآخر نوے سال کی قربانیوں کے بعد دنیا نے دیکھا کہ قربانیاں دینے والے' جیلوں کو آباد کرنے والے' سینے پر گولیاں کھانے والے کامیاب ہو گئے اور انگریز کے حق میں پچاس پچاس الماریوں پر مبنی کتابیں لکھنے والے پاکستان کے معرض وجود میں آتے وقت اعلیٰ وزارتیں اور فوج میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے والے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

ان دو تین واقعات کو اختصار سے بیان کرنے کا مقصد صرف اس دعویٰ کو ثابت کرنا ہے کہ جب کسی جماعت کا موقف حق ہوتا ہے۔ اور اس کا نظریہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے تو اسے ایک عرصے تک اپنے مشن کی دعوت و تبلیغ اور اشاعت میں اپنے مدمقابل کی اذیتوں اور زمانے کے جابر حکمرانوں کے ہتھکنڈوں کو مسکرا کر سہنا پڑتا ہے پھر ایک وقت ضرور آتا ہے۔ جب قربانیوں پر مبنی تحریک کامیابیوں کی منازل طے کر کے اپنا مطلوبہ مقام پا لیتی ہے اور باطل نظریات کا نام و نشان ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر میدان میں فتح ہمیشہ اہل حق کی ہوتی ہے۔

قارئین محترم یہ امر قابل ذکر ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے قتل سے لے کر مولانا عبداللہ کی شہادت تک اکثر علماً کرام کے قتل کا سہرا میاں نواز شریف صاحب کے سر بجتا ہے' اس لئے کہ ان کو جتنا بھاری مینڈیٹ ملتا ہے' اس کی برکت سے علما کا قتل عام بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حکمرانوں کے روایتی بیانات' پریس کانفرنسیں' دہشت گردی کا حل نہیں ہیں' راقم یہ سمجھتا ہے کہ مولانا عبداللہ کی شہادت ایران' امریکہ گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہے' پاکستان میں علماً کرام کے قتل کے پیچھے دو بڑی کفریہ طاقتیں ایران اور امریکہ کارفرما ہیں اور اگر حکمران واقعی مولانا عبداللہ شہید کے قاتلوں کو پکڑنا چاہتے ہیں تو اسلام آباد جیسے پرامن شہر میں خوفناک دہشت گردی کا بیڑہ میں موجود بعض وزرا کی سرپرستی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

بقیہ : مولانا عبداللہ کی شہادت

غرض سے گیا' تو مولانا شہید لال مسجد کی چھوٹی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے' راقم نے انتہائی ادب سے عرض کیا کہ حضرت حالات بہت خراب ہیں' اکیلے باہر نہ بیٹھا کریں' فرمانے لگے کہ بھائی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ کوئی فرعون مجھے اس وقت تک نہیں مار سکتا جب تک اللہ نہ چاہے' آپ وعدے کی سخت پاسداری کیا کرتے تھے۔ وعدہ نبھانے کے لئے کسی مشکل کا سامنا کرنے سے نہ گھبراتے تھے۔ اتنا عظیم عالم دین' شریعت لانے کے دعویدار حکمرانوں کی ناک کے نیچے گولیوں کا نشانہ بن گیا' واقعی شریف برادران نے علماً دشمنی کا حق ادا کر دیا'

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کے جملہ قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کی قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مبنی رپورٹس' جماعتی کام' خبریں' مراسلے آئندہ براہ راست اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔

"شعبہ اخبار ختم نبوت" ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰

خاتم الانبیاء ﷺ سے محبت یا عشق؟

> اللہ رب العزت اور رسول آخرین محمد ﷺ کے ساتھ لفظ عشق کا استعمال درست نہیں اس لیے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا ہے' عشق جنون کی ایک قسم ہے اور انسان اس مرض کو اپنے نفس پر بعض صورتوں اور خصلتوں کے اچھا سمجھ لینے سے خود وارد کرلیا کرتا ہے۔ رسول آخرین ﷺ نے فرمایا ﴿المرء مع من احب﴾ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری

غزلیات و ادبیات کے شید الفظ عشق کا استعمال اکثر کیا کرتے ہیں' قرآن مجید اور احادیث پاک کے ماہرین سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہردو کلام پاک میں لفظ عشق کا استعمال نہیں ہوا ہے' قاموس میں ہے یعنی جنون کے بہت سے اقسام ہیں عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے' اس مرض کو انسان اپنے نفس پر بعض صورتوں یا خصلتوں کے اچھا سمجھ لینے سے خود وارد کرلیا کرتا ہے' پس جب عشق کے معنی قسمے از جنون ہوئے تو ضروری تھا کہ خدا اور رسول کے پاک کلام میں اس لفظ کا استعمال نہ کیا جاتا اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ سے شمار نہ کیا جاتا' بے شک قرآن حکیم اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں لفظ محبت کا استعمال ہوا ہے اور اس سے ثابت ہوگیا کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔ محبت اور عشق میں یہ بھی فرق ہے کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں' محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ سے محبت کیے جانے کے شایان ہو' معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو "محبوب" محبوب ہی ہے خواہ کوئی محب پیدا ہو یا نہ ہو' مگر معشوق معشوق نہیں جب تک کوئی اس کا عاشق موجود نہ ہو' غالبا" مشہور مثل "لیلیٰ را بہ چشم مجنوں دید" کے واضع نے انہی معانی کو ایک دوسرے اسلوب میں بیان کردیا ہے' بعض نے محبت کے معنی شوق الی المحبوب بیان کئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت ایثار للمحبوب کا نام ہے' بعض نے کہا کہ محبت اسے کہتے ہیں کہ قلب کو مراد محبوب کا تابع بنادیا جائے' میرے نزدیک تعریف محبت تو وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور یہ معانی تو صرف ثمرات محبت کو بیان کرتے ہیں' محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے جو جسم انسانی میں آنے سے پیش تر بھی روح کے اندر پائی جاتی اور کار فرما تھی۔ حدیث شریف "الارواح جنود مجندۃ" اس معنی کی جانب اشارہ کرتی ہیں' محب کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں' محبوب جتنا زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اسی قدر ارفع و دائمی ہوگا' محبت کو ذات اور صفات محبت سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا' اسی قدر زیادہ استحکام سے اس کا اس کی جانب میلان ہوگا۔

مشرک لوگ شرکاء کے ساتھ اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں مگر جو ایمان والے ہیں ان کی محبتیں خدا کے ساتھ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں' یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سیرت النبیؐ کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا بلکہ جملہ علماء کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایمان' فواد کو ایقان' روح کو راحت اور صدر کو انشراح حاصل ہوجائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو خس و خاشاک علائق سے دب گیا تھا یا سنگلاخ جنگل میں رک گیا تھا' پھر دیوانہ وار اسی بلندی تک موجزن ہوجائے جس بلندی سے چلا تھا۔ محبت ہی یاس کو دھکیل دینے والی اور مصائب کو کشادہ پیشانی کے ساتھ جھیل لینے والی ہے' محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے' محبت ہی کامیابی کو دوام و بقاء کا تاج پہناتی اور پھر اس بقا کو تخت ارتقاء پر بٹھاتی ہے' محبت ہے جس کی صفت میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' "المرء مع من احب" ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

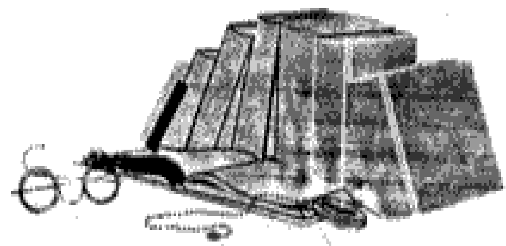

تبصرۂ کتب

نام کتاب: جانشین امیر شریعت' قائد احرار مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ضخامت: ۳۰۶ صفحات

قیمت: ۵۰ روپے

ناشر: سید محمد کفیل بخاری دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم اور ہمہ گیر شخصیت محتاج تعارف نہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب بندوں میں بہت ممتاز مقام عطا کیا تھا۔ ناموس رسالت مآب ﷺ کے حوالے سے ان کی بے شمار قربانیاں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ لاکھوں انسانوں کو ان کے وجود سے ہدایت ملی اور لاکھوں دل ان کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اولاد بھی ایسی عطا کی کہ جن پر ماں باپ اور اساتذہ فخر کرتے ہیں اور ان کی علمی صلاحیتوں پر رشک کرتے ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سب سے بڑے فرزند اور جانشین مولانا سید ابوذر عطاء المنعم شاہ بخاریؒ طویل علالت کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مقدور ہو تو پوچھوں مٹی سے اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) فرماتے ہیں کہ ﴿اس دور میں ان کی علمی وجاہت اور روحانی عظمت کی نظیر ملنا مشکل ہے۔﴾

مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ایک حق گو عالم اور امیر شریعتؒ کی نشانی اور اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے ان کی تقریروں سے ہزاروں انسانوں کے عقائد درست ہوئے۔ ایک جید عالم دین' واقف احکام و اسرار شریعت تھے ان کی تمام زندگی اعلائے حق اور رد فرق باطلہ میں گزری...... فصاحت و بلاغت' شوکت کلام' روانی بیان' آواز کا دبدبہ اور طنطنہ ان سب اوصاف کے ساتھ وسعت علمی اور جرأت رندانہ اس فرد واحد میں جمع تھیں۔ اللہ رب العزت کا ڈر...... رسول آخرین ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ان کی زندگی کی متاع عزیز تھی۔ ان کی ہمت و جرأت' ان کی علم و فضل سے کسی طرح کم نہ تھی' ان کی شخصیت ہمہ جہت اعلیٰ وارفع تھی' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور عظمت صحابہؓ کے دفاع کے لئے انہوں نے جو کارنامے سرانجام دیئے ان سے اصحاب رسول ﷺ کی روحیں یقیناً خوش ہوں گی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

زیر نظر کتاب ماہنامہ ﴿نقیب ختم نبوت﴾ ملتان کی ماہ اکتوبر نومبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت خاص ہے۔ ماہنامہ نقیب ختم نبوت نے اس سے قبل دو جلدیں ﴿امیر شریعت نمبر﴾ شائع کر کے سوانحی تاریخ میں عمدہ اضافہ کیا ہے اور اب مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام گوشہائے زندگی کے حالات و واقعات' ان دینی' اصلاحی' صحافتی' خطابتی تمام پہلوؤں پر مضامین اور مقالہ جات کو یکجا شائع کر کے علمی کتب میں عمدہ اضافہ کیا جو قابل صد تحسین ہے' یہ کتاب عنداللہ و عندالناس مقبول ہوگی۔ انشاء اللہ

نام کتاب: تیسیر مصطلح الحدیث

نام مصنف: ڈاکٹر محمود الطحان

اردو ترجمہ: تیسیر اصول حدیث'

مترجم: ابو عمار عمر فاروق السعیدی

ضخامت: ۲۱۵ صفحات

ناشر: فاروقی کتب خانہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

جناب ڈاکٹر طحان استاد مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب نے فنون حدیث اور علم اصول حدیث کے متعلق سابقہ لکھی گئی کتب کی روح اور ضروری معلومات سلیقے اور خوبصورت انداز میں اپنی کتاب تیسیر مصطلح الحدیث میں جمع کر دی ہیں۔ سند حدیث اور سند کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے اصول حدیث پر مبنی ڈاکٹر طحان کی عمدہ تصنیف' تیسیر مصطلح الحدیث کا جناب مولانا ابو عمار عمر فاروق السعیدی نے بہترین انداز میں اردو ترجمہ کر دیا ہے' جس سے اردو طبقہ بھی اس عظیم فن کی باریکیوں کو سمجھنے میں آسانی محسوس کرے گا اور بالخصوص طلباً علم حدیث کے لئے یہ ایک بیش بہا خزانہ ہے' جس کے ذریعے وہ راسخین فی العلم کے زمرہ میں گنے

جانے کے مستحق قرار پاسکتے ہیں۔ جناب مولانا عمر فاروق السعیدی مدینہ یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ مولانا موصوف نے سند حدیث اور سند حدیث کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے طالب علموں کے لئے آسانی پیدا کردی ہے۔ یہ کتاب عنداللہ و عندالناس پذیرائی حاصل کرے گی۔ (انشاءاللہ) اللہ رب العزت فاضل مصنف اور مترجم کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے (آمین)

نام کتاب : آداب زندگی

از : افادات مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

ترتیب : حضرت مولانا محمد اقبال قریشی

ضخامت : ۶۳ صفحات

قیمت : ۱۰ روپے

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ جناح ٹاؤن ہارون آباد ضلع بہاولنگر

زیر نظر کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ﴿آداب زندگی﴾ کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ملفوظات، مواعظ اور تصنیفات سے ماخوذ ہیں۔ ۴۳ عنوانات کے تحت اللہ رب العزت، رسول آخرین محمد عربی ﷺ کے آداب، اداب زیارت روضہ رسول ﷺ سے لے کر آداب خط و کتابت، آداب طب، اداب سفر، خوشبوؤں کے آداب اور سکرات اور بعد موت کے آداب وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت تھانویؒ کی مختلف تصانیف مواعظ اور ملفوظات سے وہ اقتباسات ترتیب دیئے ہیں جن میں اسلامی آداب کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کو نیک عمل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

نام کتاب : کلام اثر

نام مؤلف : محمد اسلم اثر

ضخامت : ۱۶ صفحات

قیمت : ۴ روپے

ناشر : مجلس صیانۃ المسلمین ہارون آباد ضلع بہاولنگر

زیر نظر کتابچہ جناب محمد اسلم اثر صاحب کا سترہ مختلف عنوانات پر مشتمل نظموں کا مجموعہ ہے، موصوف نے سخن فہمی، سخن سنجی اور سخن دانی کا اظہار فرمایا ہے، جو زندہ دل ہونے کی

باقی صفحہ ۲۶ پر

مسلمانوں کے تحفظ و بقأ کی ضمانت

وہ چیز جس کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جس کے لئے ان کے اندر غیرت و حمیت ہونی چاہئے اور جس کو وہ اپنی جان سے، اپنی صحت سے، اپنی دانائی و ہوشمندی سے زیادہ عزیز رکھیں اور جس کو دولت و حکومت پر ترجیح دیں۔ اپنی شہرت و نام آوری کے پروپیگنڈہ اور سیاسی تگ و دو سے زیادہ اہمیت دیں اور جذبہ حکمرانی اور اپنی حدود سلطنت کو وسیع کرنے کی تمنائیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کے دین کا داعی و مبلغ سمجھیں، علم توحید کو سربلند اور اللہ کے دین کو سرسبز و شاداب رکھنے کی آرزو، ان کی تمام آرزوؤں اور تمناؤں پر غالب آجائے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں۔ اللہ کی رضا اور اس کے احکام کے اجزا کو ہر مقصد اور ہر نسبت پر قربان کرنے کا جذبہ اپنے اندر بیدار کریں۔ مسلمانوں کے تحفظ و بقا کی ضمانت اسی میں ہے کیونکہ ان کا وجود ملی اسی دھاگے سے بندھا ہوا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے (جنگ بدر میں) رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول فرمائی تھی اور مسلمانوں کو فتحیاب کرنے اور ان کو باقی رکھنے کا فیصلہ فرمایا تھا تو گویا ان کی بقا کو عبادت سے مشروط فرمادیا تھا، عبادت کا مفہوم صرف فرائض مقررہ کی ادائیگی نہیں بلکہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنا اور اس کی رضاجوئی اور خوشنودی کو سب پر مقدم رکھنا اور دین کو وسیع تر آفاقی و عالمی پیمانہ پر پھیلانے کی سعی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

(مولانا علی میاں ندویؒ)

اخبار ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے ممبر مولانا محمد عبداللہ کے قاتلوں کو پکڑ کر قرار واقعی سزا دی جائے

مانسہرہ (پ ر) مولانا محمد اسرائیل گڑنگی نے ایک احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا عبداللہ اور حکیم محمد سعید دونوں گلشن اسلام کے عظیم پھول تھے۔ مولانا عبداللہ مرحوم کی زندگی دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف تھی۔ حکیم محمد سعید مرحوم کی اسلام اور پاکستان کے لئے خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔ مولانا محمد عبداللہ اور حکیم محمد سعید دونوں محب وطن تھے' دونوں کی شہادت سے اہل اسلام کو عظیم نقصان ہوا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کو زہر دے کر مارا گیا' لیاقت علی خان کو جلسہ عام میں شہید کیا گیا' ضیاء الحق اور دیگر شہداء کو بم کے ساتھ اڑا دیا گیا۔ مولانا حق نواز کو شہید کیا' قومی اسمبلی کے ممبر مولانا ایثار القاسمی کو شہید کیا گیا' مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو عدالت میں شہید کیا گیا' چند دن پہلے مولانا علامہ شعیب ندیم اور مولانا حبیب الرحمٰن اور دیگر ان کے ساتھیوں کو شہید کیا گیا' کسی کے قاتل نہیں پکڑے گئے اور نہ ہی اصلی قاتلوں پر ہاتھ ڈالا گیا' اب اسلام آباد کی روح اور کراچی کا دل مولانا محمد عبداللہ اور حکیم محمد سعید کو بے رحم ظالموں نے شہید کردیا۔ صرف اعلان سے کام نہیں چلے گا' اصلی قاتلوں کو پکڑا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر پاکستان کے مرکز اسلام آباد میں مرکزی رہنما محفوظ نہیں تو پھر ملک کا اللہ ہی حافظ ہے۔ انہوں نے تمام پاکستانی عوام سے اپیل کی کہ دل کے اخلاص کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو امن کا گہوارہ بنائے' دہشت گردی ظلم و ستم اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے فضل و کرم کی دعا کی جاسکتی ہے۔

دوسری بنوں فقہی کانفرنس

بنوں (جمشید خان سوکڑی) دوسری بنوں فقہی کانفرنس المرکز اسلامی ڈیرہ روڈ بنوں میں منعقد ہوئی جس کا اہتمام المرکز الاسلامی بنوں کے ڈائریکٹر اور ممتاز اسلامی اسکالر مولانا سید نصیب علی شاہ الہاشمی نے کیا تھا۔ کانفرنس میں ملک بھر سے علمائے کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی جبکہ بنوں کی تاریخ میں پہلی بار عوام نے اس کانفرنس میں کثیر تعداد میں شرکت کی۔ فقہی کانفرنس کی صدارت مفتی نظام الدین شامزئی نے کی' جبکہ مہمان خصوصی جسٹس محمود احمد غازی تھے اور مقرر خصوصی مولانا مفتی محمد تقی عثمانی شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی تھے۔ کانفرنس کا باقاعدہ ابتداء مولانا قاری محمد عبداللہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا جبکہ مولانا نصیب علی شاہ مہتمم المرکزالاسلامی بنوں نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ کانفرنس کے پہلے روز مولانا نخی داد خوستی' مولانا شبیر احمد کاکاخیل' مولانا ڈاکٹر محمد حنیف' مولانا قاری حق نواز تونسوی' ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی' ڈاکٹر محمود احمد غازی' مولانا مفتی محمد تقی عثمانی' مولانا ڈاکٹر حسن نعمانی اور مولانا مفتی نظام الدین شامزئی نے اپنے مقالات بیان کئے۔ اس کے علاوہ مقررین نے کہا کہ اسلام خداوند کریم کی جانب سے عالم انسانیت کے لئے آخری نظام حیات ہے۔ انہوں نے کہا کہ علماء اور دانشوروں پر نئے دور نئے مسائل سے نمٹنے کی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کہا کہ باقی مذاہب انسانی مسائل کے حل میں ناکام ہوچکے ہیں' انہوں نے فقہی کانفرنس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ یہ کانفرنس اس مقصد کے تحت منعقد کی گئی ہے کہ اسلامی نظام کی جانب ایک قدم اور بڑھایا جائے تاکہ اور مسلمانوں کی اصلاح ہوسکے۔ اس کے علاوہ بھی فقہی کانفرنس میں علمائے کرام اور جید فقہائے کرام نے ۲۶ موضوعات پر اپنے گرانقدر مقالات پیش کئے جن میں دور حاضر میں اجتماعی اجتہاد کے تصور کا علمی جائزہ' سائنس اور ٹیکنالوجی کے وجود سے پیش مسائل کا فقہی جائزہ' سودی لائنوں سے پاک اسلامی مالیاتی نظام کا ممکنہ قیام' طب جدید کی تحقیق سے اعضا کی پیوندکاری' انسانی کلوننگ' ضبط ولادت اور سروگیٹ مادر پر علمی بحث' مختلف عقود کے ضمن میں ربوا اور قمار کی موجودگی اور شرعی نقطہ نگاہ سے اسلامی اقتصادی نظام و معاشی نظام کی طرف ممکنہ پیش رفت' کرنسی تبادلہ' بیمہ' پرائز بانڈز اور جدید تجارتی مسائل کا شرعی جائزہ' بیع حقوق و منافع' لیٹر آف کریڈٹ' کمپنی کے حصص' انکم ٹیکس وغیرہ پر فقہی بحث' انسانی حقوق اور اسلام اور حقوق انسانی کے ڈھنڈورے کا جائزہ' اسلامی نظام کے نفاذ میں موانع کا تعین اور انہیں دور کرنے کے لئے تجاویز' اختلاف مطالع' وحدت رمضان و عیدین اور دور حاضر میں رویت ہلال کے قضیہ کے حل کے لئے تجاویز' امارت اسلامیہ افغانستان کی شرعی حیثیت' دعوت و تبلیغ کا شرعی طریق کار سمیت اور دیگر بہت سے حل طلب مسائل پر اہل علم باقاعدہ علمی و تحقیقی مقالات پیش کرکے ایک متفقہ رائے قائم کی گئی۔ نیز فقہی کانفرنس میں تقریباً" تیس ہزار

مندوبین نے شرکت کی' واضح ہو کہ بلوں جیسے پسماندہ علاقہ میں جید اہل علم کا اتنا بڑا اجتماع یقیناً ایک عظیم علمی کارنامہ ہے۔ اس سلسلہ میں کانفرنس منتظم اعلیٰ مولانا سید نصیب علی شاہ اور مولانا قاری محمد عبداللہ مبارکباد کے مستحق ہیں' حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کانفرنس کو نتیجہ خیز بنائے اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

مسلمان چاہے کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو' حضور سرور کائنات ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا

اجتماع سے خطاب

کوئٹہ (پ ر) مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے رہنما مولانا عبدالعزیز جتوئی نے کہا ہے کہ مسلمان چاہے جتنے بھی برے ہوں یا کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں وہ کسی بھی صورت میں حضور اکرم ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ مسئلہ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف موت ہے وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن افسوس کہ نصف صدی گزرنے کے باوجود اس ملک میں اسلام نافذ نہیں کیا گیا بلکہ جب پاکستان وجود میں آیا تو سب سے پہلے یہ غیر اسلامی کام کیا گیا کہ قادیانی سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ بنایا گیا اور ۱۹۵۳ء میں دس ہزار مسلمانوں کو صرف اور صرف ختم نبوت کی طرف داری کی وجہ سے شہید کیا گیا اور ہزاروں مسلمانوں کو جیلوں میں بند کیا گیا اور گزشتہ چند سالوں میں تو پاکستان کے حکمرانوں نے غیر اسلامی روایات میں ہندو اور عیسائی حکمرانوں کا ریکارڈ توڑ دیا جس کی روشن مثال مولانا حق نواز جھنگوی' مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی' مولانا انیس الرحمٰن درخواستی' مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار رحمہم اللہ اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی شہادت ہے گزشتہ سال سندھ کی نگران کابینہ میں گستاخ رسول قادیانی وزیر کی تقرری اور جمعہ کی تعطیل منسوخ کی گئی۔ مولانا نے کہا کہ ۱۹۹۷ء کے آخر میں جب ملک میں حکومت اور عدلیہ کا بحران پیش آیا تو ہر شخص اور ہر حکمران پریشان تھا کہ عدلیہ کی توہین ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک کے کونے کونے میں توہین رسالت ﷺ ہو رہی ہے' لیکن حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی' حکومت مغربی ممالک کے دباؤ میں آکر توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اجتماع کے آخر میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی' جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی جائے۔

بقیہ : دعا

وہ جب چاہے گا ہمیں دوبارہ زندگی دے دے گا۔ ڈاکٹر ہلوک نور باقی (ترکی) کے قول کے مطابق کہ "حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تقریباً" دس ارب انسان دنیا میں رہ چکے ہیں' ہر انسان کا کوڈ ایک مائکرون (سائز میں ایک میٹر کا دس لاکھواں حصہ) کے برابر ہے' اگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے تولیدی کوڈ زمین میں بکھیر کر حکم دے کُنْ (بن جاؤ) تو تمام انسان آنکھ جھپکتے ہی پیدا ہوجائیں گے۔"

جس طرح بارش کے ایک قطرے سے مردہ اور بے جان زمین کو زندگی عطا کی ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے تمہاری حیاتیاتی تولیدی کوڈ کو دوبارہ جلادینا کوئی مشکل بات نہیں۔

بارش کے بعد آسمان پر خوبصورت و خوبرو رنگوں کا مجموعہ "قوس قزح" آپ نے دیکھی ہے یقیناً" کبھی نہ کبھی دیکھی ہوگی۔ یہ دلکش منظر دیکھ کر ایک "اہل دل" دل سے پکار اٹھتا ہے "اللہ جمیلٌ و یحب الجمال" کیا کوئی ایسا سائنس دان دنیا میں ہے جو قوس قزح بنا سکے؟ ہرگز ہرگز نہیں بنا سکتا۔

آخری گزارش: سفر کرنے سے پہلے اپنا زاد سفر سنبھال لیجئے' مشکل اور کٹھن وقت میں انتہائی خلوص کے ساتھ رب الرحیم کے سامنے آبدیدہ ہوکر اوک پھیلا کر مانگیں' پھر اللہ رب العزت کی رحمت کی موسلادھار بارش سے لطف اندوز ہوں گے۔ آخرت کو ہرگز نہ بھولیں کیونکہ یہ اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہونے کا دن ہے۔

بقیہ : تبصرہ کتب

علامت ہے۔ موصوف نے دلنشین انداز اور سہل اردو میں اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے ذریعے مسلمانوں کے اصلاح احوال کی عمدہ کوشش کی ہے۔ انداز بیاں آزاد شاعری جیسا ہے نمونہ کلام حمد یہ اشعار۔

گلستاں میں کیا کیا پھول کھلے ہیں
شان قدرت ہے ہر گل میں نمایاں
محروم نہیں رزق سے کوئی تیرا منکر
رزاقیت تیری دو جگ میں نمایاں

نعتیہ شعر۔

نبوت ہوئی جس کی کافۃ للناس زمانے میں
ختم رسل کو لقب ملا خاتم الانبیاً کا

۴۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بھی کتابچہ بذریعہ ڈاک منگوایا جاسکتا ہے۔

عرضِ ابلیس

جانؔ مانسرہ

خود اپنے دستِ ہنر سے تو نے
جسے بنایا
وہ تیرا نائب...... وہ تیرا آدم
کہ جس کی خاطر
یہ چاند تارے یہ کہکشائیں
غبارِ راہ بنائیں تو نے
وہ نوریوں کی دھلی نگاہیں بھی
فرشِ راہ بچھائیں تو نے
جن و ملائک بھی چشم حیرت سے تک رہے تھے
کہ خاک پستی سے کس کو تو نے اٹھالیا ہے
یہ کون ہستی ہے جس کی خاطر
جہانِ فردا سجا لیا ہے
انہی خیالوں میں محو حیرت فلک تھا
کہ تو نے ناگاہ بلندیوں سے پکارا سب کو
"رخِ عقیدت کو پھیر ڈالو
تم اس کو قبلہ نما بنالو
یہ امرِ ربی ہے کن فکاں ہے
یہ دلبرِ خالقِ جہاں ہے"
یہ سن کے مجھ پہ پہاڑ ٹوٹے
مرے بدن سے شرار پھوٹے
میں چیخ اٹھا کہ آگے نہیں جھکوں گا
نہیں جھکوں گا نہیں جھکوں گا
میں آگ و مستی یہ خاک پستی
میں شہرِ دانش یہ اندھی بستی
میں اس کے آگے نہیں جھکوں گا
میں اس کے آگے نہیں جھکوں گا
لطافتوں کے سمندروں میں ابال دیکھا
تری نظر میں عجیب اس دن جلال دیکھا
سکوتِ صبحِ ازل کی ٹھہری ساعتوں نے
مرے سخن کا شرار دیکھا ترے غضب کا کمال دیکھا
سرِ فلک سے
بس اک صدائے کن جو آئی
تو پھڑ پھڑاہٹ پروں کی گونجی
وہ قدسیوں کا جلوس نکلا
وہ تیرا جبریل اڑ کے پہنچا
میری ریاضت عہد رفتہ کو بھول بیٹھا
اٹھا کے مجھ کو
فلک سے نیچے اتار پھینکا
خدائے برتر! وہ تیرا آدم
کہ جس کی خاطر فلک بدر ہوں
میں وار کرنے لپکتا کیسے
تو اس کے دل میں مکیں تھا جب تک
وہ راستے سے بھٹکتا کیسے
مگر............
مگر وہ قصہ تھا گزرے کل کا
وہ میری الجھن کا درد سر کا
کچھ ہی دنوں میں وہ تجھ سے روٹھا
ترا وہ حسن گماں بھی ٹوٹا
وہ بھول بیٹھا ترے کرم کو
وہ توڑ بیٹھا ترے حرم کو
فلک سے اٹھ کے
تو جس کے دل میں سما گیا تھا
وہ تیرا آدم
تجھے بھی دل سے نکال بیٹھا
جزا رہت ہیں اب اس کے دل میں
کہ اب وہاں پہ
تری بھی کوئی جگہ نہیں ہے
نگاہیں شل ہیں بدن بھی ٹھنڈا
دم بھی اس کا رکا ہوا ہے
وہ بت بنا ہے کسی حرم میں
کسی کے آگے جھکا ہوا ہے
جو دسترس سے میری بھی باہر
وہ کام ایسے بھی کر رہا ہے
سمجھ رہا ہے تو جس کو زندہ
درحقیقت وہ مر رہا ہے
وہ خواہشوں میں الجھ پڑا ہے
وہ اپنے بھائی سے لڑ پڑا ہے
وہ مسجدوں میں نمازیوں پر
اک آگ بن کر برس پڑا ہے
وہ چند سکوں میں
تیرے قرآن کو تولتا ہے
وہ جھوٹ بھی
ترا نام لے کے
بڑی عقیدت سے بولتا ہے
نہ عجز اس میں نہ خاکساری
نہ دلبری نہ وفا شعاری
نہ دوستی کی رمق ہے اس میں
نہ دشمنی کا اسے ہے یارا
نہ اب وہ تیرا نہ اب ہمارا
خدائے برتر! یہ خاک مٹی میں مل رہی ہے
تو اس میں تھوڑی سی آگ بھر دے
کہ شعلہ بن کر یہ سر اٹھائے
دشمنی کا مزہ تو آئے

REGD. NO. SS-160